U 18658 P Date - 14-2-07

itle - MARHATI ZUBAN PAR FARSI KA ASAR.

uthor - Abdul Haq

ublisher - Anjuman Taraqqi Urdu (Aurangabad).

ate - 1933.

ages - 123.

ubject - Farsi Adab - Marhati Zuban; Marhati Zuban - Farsi Adab.

سلسلۂ مطبوعات انجمن ترقی اردو نمبر ۷۳

مرہٹی زبان پر فارسی کا اثر

نوشتۂ

مولوی عبدالحق صاحب بی - اے (علیگ)

معتمد اعزازی انجمن ترقی اردو

—:o:—

مطبوعہ مطبع انجمن ترقی اردو

اورنگ آباد دکن

سنہ ۱۹۳۳ ع

یہ انجمن کا سہ ماہی رسالہ ہے جس میں ادب اور زبان کے ہر پہلو پر بحث کی جاتی ہے اور محققانہ اور تنقیدی مضامین درج ہوتے ہیں۔ ہندوستان بھر میں یہی ایک خالص ادبی رسالہ ہے جو اس اہم خدمت کو خاص حیثیت سے انجام دے رہا ہے۔ اردو مطبوعات اور رسالوں پر اس کے تبصرے امتیازی شان رکھتے ہیں۔

چندہ سالانہ مع محصول ڈاک سات روپے سکۂ انگریزی
[آٹھ روپے سکۂ عثمانیہ]

سائنس

انجمن ترقی اردو کا سہ ماہی رسالہ

جس کا مقصد یہ ہے کہ سائنس کے مسائل اور خیالات کو اردو دانوں میں مقبول کیا جائے۔ دنیا میں سائنس کے متعلق جو نئی نئی بحثیں یا ایجادیں اور اختراعیں ہو رہی ہیں یا جو جدید انکشافات وقتاً فوقتاً ہوتے ہیں، ان کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا جائے۔ ان تمام مسائل کو حتی الامکان صاف اور سلیس زبان میں بیان کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس سے اردو زبان کی ترقی اور اہل وطن کے خیالات میں روشنی اور وسعت پیدا کرنا مقصود ہے —

سالانہ چندہ سات روپے سکۂ انگریزی (آٹھ روپے سکۂ عثمانیہ)

امید ہے کہ اردو زبان کے بہی خواہ اور علم کے شائق اس کی سرپرستی فرمائیں گے —

المشتہر
انجمن ترقی اردو اورنگ آباد (دکن)

عرض طابع

مولوی عبدالحق صاحب مدظلہ کا یہ مقالہ رسالۂ اردو بابت اپریل سنہ ۱۹۲۱ ء میں شایع ہوا تھا - رسالہ اس زمانے میں علی گڑھ میں چھپتا تھا - وہاں والے مرہٹی کیا جانیں ؟ مرہٹی عبارتوں اور اقتباسوں کے نقل کرنے میں بکثرت غلطیاں رہ گئی تھیں - ایک عرصے سے بعض اصحاب ذوق کا اصرار اور تقاضا تھا کہ مقالے کو تصحیح اغلاط کے ساتھہ کتاب کی صورت میں شایع کیا جاے - مولوی صاحب ممدوح کا ارادہ تھا کہ اس کی ترتیب و تبویب پر نظر ثانی کی جاے اور ضروری ترمیم و اضافہ کے ساتھہ شایع کیا جاے - لیکن موصوف کو گونا گوں مصروفیتوں نے اس کی طرف خاطر خواہ توجہ کرنے کی اجازت نہیں دی ' اس لئے فی الحال صرف طباعت کی غلطیوں کی تصحیح کے بعد اس کو طبع کرکے شایع کیا جاتا ھے ۔

مرھٹی زبان پر فارسی کا اثر

جس طرح دنیا میں کوئی قوم بغیر خارجی اثرات اور غیر اقوام کے میل جول کے ترقی نہیں کرسکتی اسی طرح دنیا میں شاید ھی کوئی زبان ایسی ھو کہ اُس میں غیر زبان کے الفاظ آکر نہ مل گئے ھوں اور جو مخلوط نہ ھو ورنہ کسی زبان کا علمی میدان میں آنا یا آگے بڑھنا دشوار ھوجائے - بعض صورتوں میں ان بیرونی الفاظ نے ایسے قدم جمائے کہ زبان کی اصل ھئیت کو بدل دیا اور اصل ملکی زبان کے الفاظ سے اُن کی تعداد بڑھ گئی - مثلاً موجودہ ترکی زبان جو تاتاری الاصل ھے اور اُس کی صرف و نحو بھی اس پر مبنی ھے، اُس میں عربی، فارسی الفاظ اس کثرت سے داخل ھوگئے ھیں کہ ایک دیہاتی ترک آسے بہ مشکل سمجھہ سکتا ھے - عربی، فارسی الفاظ کی یہ بہتات ملک کے ادبی، سیاسی اور مذھبی اثرات کی وجہ سے ھے - ایک حد تک یہی حالت مرھٹی زبان کی ھے اور یہ بھی قدرتی طور پر اس قانون کے اثر سے نہ بچ

سکی جو دو قوموں یا دو زبانوں کے یک جا ہونے پر اپنا عمل کرتا ہے —

مسلمانوں کے قدم اس ملک (مہاراشٹر) میں اول اول تیرھویں صدی کے آخر میں آئے جب کہ علاءالدین آندھی اور طوفان کی طرح یلغار کرتا ہوا دفعتاً دولت‌آباد کے سامنے آموجود ہوا اور راجہ رام دیو راؤ جو اب تک غفلت کی نیند میں تھا اور اپنے زعم میں یہ سمجھے ہوئے تھا کہ اوپر کی طرف سے دشوار گزار پہاڑ، دریا اور گھاٹیاں طے کرکے یہاں کون پہنچ سکتا ہے ایسا مجبور ہوا کہ صلح کرتے بنی اور بے شمار مال و دولت نذر کرکے اپنا پیچھا چھڑایا - اس کے کچھ عرصہ بعد تخت دہلی کے ایک شہنشاہ نے جو اپنے رنگ میں دنیا کے بادشاہوں سے نرالا اور اپنے خیال میں سب سے الگ تھا ادھر توجہ کی اور توجہ کیا کی دولت‌آباد کو سارے ہندوستان کا دارالخلافہ بنا دیا اور یہی نہیں بلکہ ساری دلی کو یہیں گھسیٹ لایا - یوں دیکھئے تو یہ بڑی خوبیوں کا آدمی تھا عالم، فاضل، خوشنویس، بہادر ایسا کہ اچھے اچھے سورما اُس سے شرماتے تھے لیکن تخیل میں وہ بلند پروازی تھی کہ کسی شاعر کو بھی نصیب نہ ہوئی ہوگی، بہت دور کی سوچتا تھا مگر عمل میں نہیں لاسکتا تھا - جب کبھی اپنے خیال کو عملی صورت میں لاتا تو رہی سہی بات بھی بگڑ جاتی تھی - ان پریشان خیالیوں اور پریشان اعمالیوں نے اُسے

همیشه پراگنده رکها - اور اس وجه سے دکن کی سلطنت اس کے هاتهه سے نکل گئی - اب بہمنیوں کا دور دوره شروع هوا —

بہمنی سلطنت نے تهوڑے هي عرصے کے بعد بڑی شان و شوکت اور سطوت حاصل کرلی - یه گویا یہیں کی سلطنت هوگئی - اس کا تعلق باهر سے مطلق نه تها - اهل ملک بهی رفته رفته اس میں برابر کے حصه دار هوگئے - اُس کی شان خود اُس کے نام سے ظاهر هے - حسن نے اپنے نام کے ساتهه گنگوے بہمنی کا خطاب شریک کرکے اُس عجیب احسان مندی کا ثبوت دیا جو سلطنت بہمنی کے ساتهه دنیا میں همیشه یادگار رهے گی - اُس نے اپنے قدیم محسن گنگو کو بلا کر وزیر خزانه بنایا - اور یه پہلی اینٹ تهی اُس بنیاد کی جو هندو مسلمانوں کے اتحاد کی اس ملک میں قایم هوئی - اس کے بعد دلی کے اور برهمن اور کهتری آئے اور شاهی ملازمت میں داخل هوئے لیکن رفته رفته ان کی جگه ملکی برهمنوں اور پربهوؤں * نے لے لی - مال گذاری کا انتظام اُنهیں کے هاتهه میں رها بلکه جب بہمنی سلطنت کا انتزاع هوا اور اُس کے بجائے بیجاپور ، احمدنگر ، برار ، بیدر اور گولکنده میں الگ الگ سلطنتیں قائم هوگئیں تو اُس وقت بهی دیہات اور محالات

* یعنی مرهٹے کایستهه جو اکثر چاندر سینی هیں کایستهه پربهو کہلاتے هیں —

کے حسابات مالگذاری ہندؤں ہی کے ہاتھہ میں رہے اور انھیں کی اپنی زبان میں لکھے بھی جاتے تھے - غرض ایک خالص دیسی حکومت ہوگئی جس پر " غیریت " کا گمان تک بھی نہ ہوتا تھا - مسلمان بادشاہوں کی فوج میں بھی مرھٹے کثرت سے داخل تھے اور وہ بہت کار آمد ثابت ہوئے ـــ

غرض مرھٹے مالی اور فوجی صیغوں میں اچھا خاصا رسوخ رکھتے تھے اور بعض اوقات تو وہ ایسے مقتدر ہوگئے کہ سلطنت کی تمام قوت اور حکومت اُن کے ہاتھہ میں آگئی اور اس طرح گویا در پردہ اُس ترقی اور عروج کی تربیت اور تیاری ہو رہی تھی جو انھیں آیندہ حاصل ہونے والا تھا - پھر شادی بیاہ کے رشتے نے بھی تعلقات میں استحکام کی نئی صورت پیدا کردی اور باہمی تعصبات اس قدر ضعیف ہوگئے کہ معاملات دنیوی میں قومی امتیاز بالکل اُٹھہ گیا ـــ

ہندو مسلمانوں میں باہم برابر کا برتاؤ تھا - مختلف تعلقات ، آپس کے میل جول اور کارو بار سلطنت نے تکلف کا پردہ اٹھا دیا تھا - مسلمان ہندؤں کے ساتھہ اور ہندو مسلمانوں کے ساتھہ لڑائیوں میں برابر لڑتے تھے - اسلامی سلطنتوں میں مرھٹے بڑے بڑے اُمرا اور سپہ سالاروں کا درجہ رکھتے تھے اور اسی طرح مسلمانوں کو بعد میں مرھٹہ سلطنت میں بھی امتیاز اور شرف حاصل تھا - یہ

تعلقات اور ربط ضبط اور رواداری کے آثار اب تک باقی
ہیں اور بے شمار انعامات و جاگیرات جو برھمنوں اور مندروں
اور دیگر ہندؤں کو مسلمان بادشاھوں نے عطاکیں وھاں
اب بھی کہیں نہ کہیں نظر آجاتے ہیں - اس کا سب سے
بڑا اور زندہ ثبوت دولت آصفیہ ھے جہاں اب تک وہ
روایات برابر قایم ہیں اور حق یہ ھے کہ رواداری اور
بے تعصبی میں دنیا کی کوئی حکومت یا ریاست اس کا
مقابلہ نہیں کرسکتی - ھندو مسلمانوں کے اتحاد و مودت
کا منظر اگر کسی کو دیکھنا ھو تو " وہ آئیں اور اس
بہشت کی سیر کریں - " ھمارے ملک کے بڑے بڑے مدبراور
دوربین معاملہ فہم جو ھمیشہ اس مضمون پر سر دھنتے
رھتے ہیں اور انھیں کوئی صورت آپس کے اتفاق کی
نظر نہیں آتی وہ ھندو مسلمانوں کے اس سنگم کو دیکھیں
جہاں قدیم زمانے سے یہ دونوں قومیں بھائی بندوں کی
طرح رھتی سہتی ہیں —

ان تعلقات کا اثر جہاں تمدن کے مختلف شعبوں پر
پڑا وھاں زبان کیوں کر بچ سکتی تھی - یہ قاعدہ ھے کہ
جب دو قوموں کا اتصال ھوتا ھے تو جس قوم کا تمدن
اعلیٰ ، زیادہ قوی اور پائدار ھوتا ھے اُس کا اثر دوسری
قوم پر جو کم متمدن ھے زیادہ ھوتا ھے - مسلمان جب
دکن میں آئے تو بمقابلہ یہاں والوں کے زیادہ متمدن
تھے اور یہی وجہ ھے کہ مرھٹوں پر مسلمانوں کے تمدن کا

زیادہ اثر ہوا - خصوصاً ایسی صورتوں میں فاتح کا اثر مفتوح پر زیادہ پڑتا ہے - اور اسی وجہ سے فارسی زبان کا اثر جو فاتحوں کی زبان تھی مرهٹی پر بہت زیادہ ہوا - جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرهٹی زبان میں سینکڑوں عربی فارسی الفاظ بھی اور محاورے داخل ہوگئے - مرهٹی میں عربی الفاظ بھی بہ کثرت پائے جاتے ہیں لیکن وہ سب فارسی کے ذریعہ سے پہنچے ہیں - یہ موجودہ فصیح مرهٹی زبان کا حال ہے - اگر اس کے قبل کی یعنی پیشواؤں کے زمانے کی زبان دیکھی جائے تو اُس میں فقرے کے فقرے اور جملے کے جملے فارسی کے ملیں گے اور فارسی الفاظ مختلف قسم کے اِس کثرت سے پائے جائیں گے جس قدر ایک بد مذاق انگریزی تعلیم یافتہ ہندی کی گفتگو میں انگریزی الفاظ ---

اب ہم یہاں مختصراً اُن اسباب و حالات پر الگ الگ نظر ڈالتے ہیں جو اِس کا باعث ہوئے ---

۱ - تقریباً تمام سرکاری دفاتر میں فارسی زبان رائج تھی - سرکاری ملازموں کی زبان پر جس میں مرهٹے بھی بکثرت شریک تھے بوجہ تعلق ملازمت بہت سے عربی فارسی کے لفظ چڑھے ہوئے تھے اور وہ اپنی بات چیت اور کاروبار اور دیگر معاملات میں یہ لفظ بے تکلف بول جاتے تھے - رفتہ رفتہ اُن میں کے بہت سے لفظ مرهٹی زبان میں اس طرح گھل مل گئے کہ جزو زبان بن گئے اور عام طور پر مرهٹی بولنے والوں کو اس کا مطلق

خیال تک نہیں گذرتا کہ یہ کسی غیر زبان کے لفظ ہیں —

۲ - جو لوگ اپنے مقدمات کی پیروی کے لئے عدالتوں میں آتے جاتے رہتے تھے ' یا جنھیں اپنے معاملات کی خاطر دوسرے سرکاری محکموں میں آمد و رفت رکھنی پڑتی تھی ان کی زبان خود بخود بغیر کسی ارادے کے فارسی عربی الفاظ سے آشنا ہوجاتی تھی اور ضرورتاً اُن کا استعمال کرنا پڑتا تھا اور اس طرح زبان پر چڑھتے چڑھتے وہ خود ملک کی زبان میں داخل ہوگئے —

۳ - مسلمان فقیر جو گاؤں گاؤں اور قصبے قصبے مانگتے کھاتے پھرتے تھے اگرچہ وہ ہندؤں کی زبان بولتے اور ہندؤں ہی کے گیت گاتے تھے لیکن بہ تقاضائے فطرت اس میں بہت سے الفاظ فارسی عربی کے تھے جو ان کی صداؤں اور گیتوں میں استعمال ہوتے تھے - اور یہ الفاظ لے کی دلکشی اور صداؤں کی موزونیت کی وجہ سے عام لوگوں کے خیال اور حافظے میں رہ گئے —

۴ - اسی طرح درویش و صوفی اور واعظ جو مذہب اسلام کی تلقین و اشاعت کرتے تھے گو اُن میں سے اکثر ملکی زبان ہی کے ذریعہ سے اس فرض کو انجام دیتے تھے لیکن مضمون کی نوعیت کے لحاظ سے اُن کے لئے فارسی عربی الفاظ کا استعمال ناگزیر تھا - یہ ممکن نہ تھا کہ یہ الفاظ بار بار زبان سے نکلیں اور دوسروں تک نہ پہنچیں - غرض اُن میں سے بہت سے الفاظ خیال

و حافظے سے نکل کر زبان میں گھر کر گئے - اور اب تک
اسی طرح استعمال ہوتے ہیں جیسے ٹھیٹ مرہٹی کے لفظ -

۵ - بہت سے ہندو مسلمان ہوگئے کچھہ تو اپنی خوش اعتقادی سے اور کچھہ دنیاوی اغراض و طمع کی خاطر - اُن کی مادری زبان مرہٹی تھی ، لیکن چوں کہ یہ نئے نئے مسلمان تھے خواہ‌مخواہ بھی یا مسلمانوں کے میل جول اور ارتباط کی وجہ سے بہت سے فارسی عربی الفاظ اپنی گفتگو میں بولنے لگے - جس طرح آج کل دیسی عیسائی اپنی زبان میں انگریزی الفاظ استعمال کرتے اور اس پر اتراتے ہیں - اس کا اثر مرہٹی زبان پر ہونا لازمی تھا —

۶ - چوں کہ فارسی کا جاننا سرکاری ملازمت کے لئے ضروری تھا تو جو لوگ فارسی اچھی طرح جانتے تھے اور جنھیں اس شیریں اور من موہنی زبان کا چسکا پڑگیا تھا وہ اپنی گفتگو میں فارسی عربی الفاظ استعمال کئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے - کچھہ تو طبعی ذوق کی وجہ سے ایسا کرتے تھے اور بعض اوقات مجبوری ہوتی تھی اس لئے کہ بعض خیالات کے ادا کرنے کے لئے وہ اپنی مادری زبان میں مناسب الفاظ نہیں پاتے تھے —

۷ - جن لوگوں کا بہت سا وقت فارسی زبان کی تحصیل میں گزرا تھا اور انھیں اس زبان میں اچھی خاصی مہارت یا کافی ذوق پیدا ہوگیا تھا - تو ان کا طریقۂ خیال اور طرز ادا بھی بہت کچھہ فارسی کا سا ہوگیا تھا - یا

کم سے کم اس قدر ضرور تھا کہ اگرچہ اُن کی تحریر و تقریر کا ظاہری لباس مرھٹی تھا لیکن پیرایۂ بیان، جملوں کی نشست اور الفاظ کی ترکیب و ترتیب سے صاف فارسی کی جھلک نظر آتی تھی، جس طرح آج کل انگریزی خواں کی تحریر سے انگریزیت کی بو آتی ھے -

۸ - بہت سے مسلمان جنھوں نے ھندو عورتوں سے شادی بیاہ کرلیا تھا اُنھیں اپنی بیویوں کی اور بیویوں کو اپنے شوھروں کی زبان سیکھنی اور بولنی پڑی جس کا نتیجہ یہ ھوا کہ بہت سے فارسی لفظ مرھٹی زبان میں بڑی سہولت سے داخل ھوگئے -

۹ - بہت سی صنعتیں جو مسلمانوں کے ساتھ آئی تھیں یا مسلمانوں نے ایجاد کی تھیں اور وہ یہاں رائج ھوئیں تو اُن کے ساتھ اُن کے مخصوص الفاظ اور اصطلاحات بھی رواج پاگئے -

۱۰ - خصوصاً فن جنگ اور انجینیری ایسے دو فن تھے جن کو مسلمانوں نے ھندوستان میں بہت رواج دیا اور اھل ملک کو بھی ان کا اتباع کرنا پڑا - ان کے طفیل میں بہت سے فارسی عربی یا ترکی لفظ مرھٹی زبان میں پہنچ گئے اسی طرح مال گذاری اور قانون کے الفاظ بھی ضرورت کے اقتضا سے خود بخود رائج ھوگئے -

۱۱ - کثرت استعمال و مرور زمانہ سے فارسی الفاظ زبان میں اس طرح جڑ پکڑ گئے تھے کہ بعض سنسکرت

اور پراکرت الفاظ جو فارسی کے مترادف تھے اُن کے سامنے
نہ ٹھیرسکے اور اُنھیں فارسی الفاظ کے سامنے ھتیار ڈال
دینے پڑے - خود اھل زبان کو یہ محسوس ھونے لگا ھے
کہ ان جدید غیر ملکی الفاظ میں ایسا زور اور اثر
ھے جو اُن کے مترادف سنسکرت یا پراکرت الفاظ میں
نہیں اور حقیقت بھی یہ ھے کہ جب کوئی لفظ کسی
خاص خیال یا خیال کے کسی خاص پہلو کو ادا کرتا ھے
تو محض اُس کی آواز سے جو تصور اُس کے مفہوم
کا پیدا ھوتا ھے وہ کسی جدید لفظ یا اُس کے مترادف
سے پیدا نہیں ھوسکتا اور نہ اُس میں وہ زور آسکتا
ھے - اس لئے فارسی عربی الفاظ اس قدر مقبول
ھوگئے کہ اُن میں سے جس کسی کا مترادف پراکرت
یا سنسکرت میں موجود بھی تھا تو وہ اُن کے سامنے
رونق نہ پاسکا —

غرض اس طرح فارسی عربی الفاظ مرھٹی زبان میں
جڑ پکڑتے گئے اور اس طرح گھل مل گئے کہ اپنے پرائے
کا امتیاز اُٹھ گیا اور نہ اھل زبان کی طرف سے کوئی
ایسی کوشش ھوئی کہ ان کو زبان سے خارج کر کے
بجائے ان کے سنسکرت یا پراکرت الفاظ کو رواج دیاجائے -
البتہ شیواجی نے شاھی لقب اختیار کرنے سے ذرا پہلے یعنی
سنہ ۱۶۷۴ ع میں رگھوناتھ پنڈت کو یہ حکم دیا تھا
کہ وہ راج وے وھار کوش یعنی سرکاری کار و باری الفاظ

کی لغات تیار کرے اور یہ ھدایت کی کہ اس میں ان فارسی عربی الفاظ کی بجائے جو اصل مرھٹی یا سنسکرت الفاظ کی جگہ مستعمل ھونے لگے ھیں سنسکرت الفاظ استعمال کئے جائیں - لیکن باوجود اس کے فارسی عربی الفاظ کی رو کا کچھہ زیادہ سدباب نہ ھوسکا البتہ ایک حد تک کمی ضرور ھوگئی - خاص کر شیواجی کے وزرا اور عہدہ داروں کے عہدوں کے نام فارسی سے سنسکرت میں ترجمہ ھو گئے وہ بھی ترجمہ ھوے ' کوئی نئے نام تجویز نہیں کئے گئے (ملاحظہ ھو فہرست خطابات جو آیندہ صفحات میں درج ھے) - یہ حالت شیواجی کی زندگی کے آخری چھہ سال سنہ ۱۶۸۰ ء اور اُس کے جانشین سنبھاجی کے عہد سنہ ۱۶۸۰ تا ۱۶۸۹ ء تک رھی - سنبھاجی کو خود اس معاملہ میں کوئی خاص دلچسپی نہ تھی —

اس کے بعد راجہ رام کے عہد (۱۶۸۹ تا ۱۷۰۰ع) میں معاملات کی حالت بالکل دگرگوں ھوگئی چنانچہ ھم دیکھتے ھیں کہ اُس نے اپنے " اماتیہ " یعنی وزیر رامچندر پنت کو " حکومت پناہ " کا خطاب دیا - اُس کا خاندان اب تک وشال گڑہ میں حکمراں ھے - راجہ رام کے عہد میں اس قسم کے اور فارسی خطابات بہت سے عطا ھوے —

شاھو مہاراج کے عہد میں (۱۷۰۸ - ۱۷۴۹ ع) علی باغ کے انگریاؤں کو " سرخیل " کا اور گائیکواڑوں کو " شمشیر بہادر " اور " سینا خاص خیل " کا اور وٹھل شنکر کو

" راجہ بہادر " کا خطاب مرحمت ہوا - اسی قسم کے بہت سے خطابات دوسرے لوگوں کو دئیے گئیے (ملاحظہ ہو فہرست خطابات) —

اس طرح مسلمان بادشاہوں نے اپنے ہندو باج گزار فرماں رواؤں اور اُمرا کو فارسی یا فارسی سنسکرت کے مخلوط خطابات دئیے (ملاحظہ ہو فہرست خطابات) —

حیدرآباد میں اب تک یہ رواج چلا آرہا ہے مثلاً " آصف نواز ونت " یمین السلطنت وغیرہ " —

حال میں کچھہ عرصہ ہوا ایک تحریک اِس قسم کی پیدا ہوئی تھی کہ فارسی عربی الفاظ مرھٹی زبان سے خارج کردئیے جائیں - لیکن اُن لوگوں نے جنھیں خدا نے فہم و دور اندیشی عطا کی ہے اس تحریک کی تائید نہیں کی - مسٹر تلک کے مشہور اخبار کیسری نے اِس قسم کی کار روائی کی مخالفت کی اور اپنی تائید میں اِس امر پر زور دیا کہ اگر فارسی عربی الفاظ خارج کردئیے گئیے تو مرھٹی زبان کی قوت میں ضعف پیدا ہو جائیے گا اور زبان بے مزہ ہو جائیے گی - مثلاً " فوج " " قلعہ " اور اس قسم کے سیکڑوں الفاظ نکال دئیے جائیں اور اُن کی بجائیے دوسرے ہم معنی لفظ داخل کرلئیے جائیں تو اُن سے کبھی وہ تصور اور مفہوم پیدا نہیں ہوگا جو پرانے فارسی الفاظ سے اس وقت ہوسکتا ہے اور اس سے سوائیے نقصان کے کچھہ حاصل نہ ہوگا —

جس طرح شیواجی مہاراج کی تحریک کا کام رهی حالاں کہ اُس وقت کامیابی کا بہت کچھ موقع حاصل تھا اُسی طرح اس زمانے کی آخری کوشش بھی بے نتیجہ ثابت هوئی - اس کے بعد سے پھر کبھی اس طفلانہ حرکت کا اعادہ نہیں هوا جو اهل زبان کی دانشمندی پر دلالت کرتا هے - زبانیں الفاظ کے خارج یا متروک کرنے یا اُنھیں پاک اور پوتر رکھنے سے نہیں بنتیں بلکہ ان کی ترقی الفاظ کا ذخیرہ بڑھانے اور دوسری زبانوں کے میل سے طرز ادا کی نئی راهیں نکالنے سے هوتی هے - هندوستانی زبانوں کو ابھی یہ گُر سیکھنا باقی هے —

کاش شمالی هند والے اس سے سبق حاصل کرتے - جنوب و شمال میں یہ فرق کچھ کم سبق آموز نہیں هے —

خود شیواجی جو اس تحریک کے بانیٔ اول تھے اپنے خطوط میں بلا تکلف فارسی الفاظ اور محاورے استعمال کرتے تھے - اور اُن کے گرو رام داس نے ان کے استعمال سے کبھی احتراز نہیں کیا - اور شاید میرا یہ کہنا غلط نہ هوگا کہ رام داس نے بہ نسبت دوسرے مرهٹی شعرا کے اپنی پر زور [illegible] میں فارسی الفاظ کا استعمال زیادہ کیا هے —

اب میں مرهٹی زبان میں فارسی الفاظ کے گھٹنے بڑھنے کے دوروں کی سرسری سی تقسیم ذیل میں دکھاتا هوں —

سنہ ۱۲۹۰ ع میں مرہٹی زبان کے نامور شاعر دنانشور نے اپنی مشہور و معروف کتاب دنانشوری تصنیف کی - اس سنہ سے قریب ایک صدی بعد تک تمام مہاراشٹر میں خالص مرہٹی بولی جاتی تھی، اور ملک کے اُن حصوں میں جہاں اسلامی حکومت کے قدم نہیں پہنچے تھے اس کے بعد بھی خالص مرہٹی کا راج رہا - اول اول مہاراشٹر میں اسلامی حکومت سنہ ۱۳۱۸ ع میں قایم ہوئی اور اس کے ساتھہ ہی ساتھہ یہ سمجھہ لینا چاہئے کہ فارسی الفاظ کی آمد بھی شروع ہوئی - لیکن سنہ ۱۳۱۸ ع سے ۱۳۴۷ ع تک حکومت کا تعلق دهلی سے رہا اور تمام انتظامات سلطنت شاہ دهلی کے فرمان‌واشارہ سے انجام پاتے تھے - مگر محمد تغلق کی بے چین اور عجیب و غریب طبیعت نے چین نہ لینے دیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ دکن کا رشتۂ حکومت دهلی سے ٹوٹ گیا - اور سنہ ۱۳۴۷ ع میں حسن گنگو بہمنی سلطنت بہمنی کا بانی اور پہلا تاجدار ہوا - یہ سلطنت ۲۰۰ سال تک بڑے شان و شوکت، امن و امان اور عدل و انصاف کے ساتھہ اس ملک میں رہی - اُس نے دکن میں ایک نئے اور عظیم‌الشان دور کا آغاز کیا - لیکن آخر اس کا شیرازۂ جمعیت بھی انتشار کا شکار ہوا اور یہ پانچ حصوں میں الگ الگ تقسیم ہوگئی اور یہ پانچوں بھی اُنھیں اسباب کا شکار ہوئے جو خاتمے سے پہلے اپنا کام کرچکے تھے اور جو اب تک ہماری

سلطنتوں کی جڑوں میں گھن کی طرح لگے ہوئے ہیں
اور جنھیں ہم نے اس وقت تک نہ پہچانا جب تک کہ
غیروں نے ہمیں نہ جتایا، اور وہ بھی بعد از خرابی
بصرہ - ان سب کا خاتمہ سنہ ۱۵۷۲ ع سے سنہ ۱۶۸۷ ع تک ہوگیا -
ان سب میں بڑی اور با وقعت سلطنت نظام شاہی تھی
جو سنہ ۱۶۳۷ ع میں آخر ہوگئی - قطب شاہی سنہ ۱۶۸۶ ع
تک حق فرماں روائی ادا کرتی رہی اور عادل شاہی نے
ایک سال بعد یعنی سنہ ۱۶۸۷ ع میں حکومت کا قصہ
پاک کر دیا - سنہ ۱۶۵۰ ع تک مرہٹوں کی بہت سی
چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستیں تھیں، لیکن وہ سب بہمنی
سلطنت میں ضم ہوگئی تھیں اور گویا بہمنی سلطنت
ان سب کی مشترکہ سلطنت تھی - اس زمانے سے فارسی
الفاظ مرہٹی زبان میں بے روک ٹوک داخل ہوتے
چلے گئے —

اوائل سلطنت بہمنیہ میں مہاراشٹر میں مسلمانوں
کی تعداد کوئی ایک لاکھ نفوس سے زیادہ نہ ہوگی
اور ان میں اکثر فوجی لوگ ہوں گے، کیوں کہ امن قائم
رکھنے کے لئے اس کی ضرورت [illegible] ان کے قاضی،
مفتی، خطیب، اور دیگر عمال بھی مسلمان ہوں گے۔ کچھ
تاجر پیشہ بھی ہوں گے۔ غرض ان سب کو ملا کر
دیکھا جائے تو ان کی تعداد لاکھ سے زیادہ نہیں ہوتی۔
اس ایک لاکھ میں ستر اسی ہزار فوجی سمجھنے چاہئیں

جن میں اکثر ان پڑھ اور اجڈ ہوں گے - اور باقی بیس ہزار ایسے جن کے ہاتھ میں کاروبار سلطنت و معاملات عدالت و مالگذاری ہوں گے - لیکن تھوڑے ہی عرصے کے بعد مرھٹے ہر شعبۂ حکومت میں بہ کثرت داخل ہو گئے —

مذہب، شاستر، اور ذات پات کے معاملے میں غیر زبان کے الفاظ کا کوئی زیادہ دخل نہ تھا اور نہ ان امور میں اہل ملک کو غیروں کے الفاظ کی ضرورت تھی، لیکن بنج بیوپار، بازار، فوج، عدالت، مالگذاری وغیرہ کے معاملات میں سینکڑوں فارسی الفاظ بے تکلف مرھٹی زبان میں داخل ہو گئے - غرض ان فارسی الفاظ کا مد و جزر مرھٹی زبان میں اس طرح ہوا —

سنہ ۱۲۹۰ع اور اس سے ایک صدی بعد تمام مہاراشٹر میں خالص مرھٹی بولی اور لکھی جاتی تھی —

سنہ ۱۳۹۰ع سے ۱۶۳۶ع تک فارسی الفاظ کی رو بڑے زوروں پر رہی اور بہ کثرت فارسی عربی الفاظ مرھٹی زبان میں مل گئے - یہ اس دخل و تصرف کے بڑے عروج کا زمانہ تھا —

سنہ ۱۶۵۶ ع کے بعد سے سنہ ۱۷۲۸ ع تک فارسی الفاظ کا زور گھٹنا شروع ہوا، یعنی جس تیزی اور کثرت سے وہ پہلے مرھٹی زبان میں آئے تھے اب وہ بات نہیں رہی تھی —

سنہ ۱۷۲۸ ع سے سنہ ۱۸۱۸ ع تک زیادہ تر فارسی الفاظ یا تو اس وقت استعمال ہوتے تھے جب کہ مسلمان ریاستوں سے مراسلت ہوتی تھی یا دفتری کاروبار میں - گویا یہ وہ زمانہ تھا جب کہ نئے الفاظ کی آمد بند ہو گئی تھی اور پہلے سے جو الفاظ زبان میں آ چکے اور قائم ہو گئے تھے وہی رہ گئے —

غرض سنہ ۱۳۱۸ ع سے جب کہ اول اول اسلامی حکومت نے مہاراشٹر میں استقلال کی صورت اختیار کی' فارسی الفاظ کی رفتار سیلاب کی طرح رفتہ رفتہ بڑھنی شروع ہوئی' اور سنہ ۱۶۳۶ ع میں اس کا زور شور انتہائے عروج کو پہنچ گیا - سنہ ۱۶۵۶ ع سے یہ زور گھٹنا شروع ہوا' اور سنہ ۱۷۲۸ ع میں اس کی قوت بالکل ٹوٹ گئی - لیکن تقریباً تین سو پچاس سال تک فارسی اور مرھٹی کا چولی دامن کا ساتھہ رہا - یہ ایک بڑی مدت ہے - اس میں بہت سے انقلاب ہوئے' بہت سی سلطنتیں بگڑیں اور بنیں' حالات و واقعات نے نئے نئے رنگ دکھائے' اطوار اور طریقوں میں بہت کچھہ فرق پیدا ہو گیا' حکومتوں اور قوموں کے باھمی تعلقات نے بہت کچھہ پلٹا کھایا - دول کے حدود بدلے اور پھر نئے سرے سے قائم ہوے' آئین و انتظام میں تغیر و تبدل ہوا' مذہب و رواج کی سختی اور ذات پات اور قومی امتیاز کی بندشیں ڈھیلی ہوگئیں - لیکن ان تمام تغیرات میں

فارسی مرهٹی کا ساتھ نہ چھوٹا - اور یہ اسی فیضان صحبت کا نتیجہ ہے کہ مرهٹی زبان میں اب تک انہی کثرت سے فارسی الفاظ اور محاورے پاے جاتے ہیں —

ساڑھے تین سو سال کی یک جائی سے سینکڑوں فارسی الفاظ کا مرهٹی زبان میں آجانا کوئی تعجب کی بات نہیں - لیکن تعجب اس امر کا ہے کہ مرهٹی پر فارسی کا ایسا گہرا رنگ چڑھا کہ یہ اثر الفاظ ہی تک محدود نہ رہا بلکہ فارسی ترکیبیں تک اس میں داخل ہوگئیں - اس کے علاوہ ہم اس زبان میں جا بجا دیکھتے ہیں کہ جملوں کی ساخت تک فارسی ہے - اور کثرت سے محاوروں کا ترجمہ مرهٹی میں آگیا ہے - علاوہ اس کے فارسی حروف جار، ربط و عطف، و فجائیہ وغیرہ بھی بلا تکلف مرهٹی میں استعمال ہونے لگے اور اب تک ہوتے ہیں - ان تمام امور کا بیان ہم آگے چل کر تفصیل سے کریں گے —

یہاں ہم ہر دور کی تحریریں بطور نمونے کے پیش کرتے ہیں، جن سے اوپر کے بیان کی کسی قدر تصدیق ہوگی ہر نمونے کے ساتھ مختصر طور پر ضروری تشریح بھی کردی گئی ہے —

चोखटें कां गोमटें। हें कांहींच्चि तया नुमटे। रात्रि दिवस न घटे। सूर्यासि जेवीं।१।
ऐसा बोधुच्चि केवलु। जो होऊनि असे निष्कळु। त्याहीवरी भजन शीळू। माझ्या
ठायीं ॥२॥ तरि तया ऐसें दुसरें। आम्हां पढियंते सोयरें। नाहींगा साचोकारें।
तुझी आण पांडवा।३। पार्था जयाच्चिया ठायीं। वैषम्याची वार्ता नाहीं। रिपुमित्रा
दोहीं सारसी पाडु।४। कां घरींच्चियां उजियेड करावा। पारखियां आंधार पाडावा।

हें नीणोचि गा पांडवा । दीप जैसा ।५। जो खांडावया घाव घाली । कां लावणी
जयानें केली । दोघां एकाचि साउली । वृक्षु जैसा ।६। ना तरी इक्षुदंडु । पाळि-
तया गोडु । गाळितया कडु । नोहेचि जेवीं ।। ७ ।। अरि मित्रीं तैसा । अर्जुना
जया भाव ऐसा । मानापमानीं सरिसा । होत जाय ।८। तिहीं ऋतु समान । जैसें
कां गगन । तैसा एकाचि मान । शीतोष्ण जया ।९। दक्षिण उत्तर मारुता । मेरु
जसा पांडुसुता । तैसा सुखदुःखप्राप्तां । मध्यस्थु ।१०। माधुर्यें चंद्रिका । सरिशी
राया रंका । तैसा जो सकळिकां । भूतां समु । ११ । अवघिया जगा एक । सेव्य
जैसें उदक । तैसें जयातें तिन्ही लोक । आकांक्षिती ।। १२ ।। जो निंदेतें न घे ।
स्तुतीतें न श्लाघे । आकाशा न लगे । लेपु जैसा ।१३। तैसें निंदे आणि स्तुती ।
मान करून एके पंक्ती । विचरे प्राणवृत्ति । जनीं वनीं ।। १४ ।।

ज्ञानेश्वरी – अध्याय १२

اوکھتّے کا گومتّے ھے کاھیں چی تیا نومتّے راتری ڈیوس
نگھتّے سوریا سی چے ویں —

اَئیسا بوڈھوچی کیولو جو ھو وونی آسے نشکلو تیاھی
وری بھجن شِلو ساجھیا تھائیں —

تری تیا اَئیسے ڈوسرے اسھا پنڈھیتّے سوڈرے ڈاھیں
کا ساچوکارے تجھی آن پانڈوا —

پارتھا جیاچیا تھائیں ویشمیاچی وارتا ڈاھیں
رپومترا ڈوھیں سریسا پاڑو —

کاں گھریں چیا وجیایڑ کراوا پارکھیاں آندھار پاڑاوا ھیں
نے نے چی کا پانڈاوا ڈیپ جیسا —

جوکھانڈاوَیا ، گھاؤ گھالی کا لاؤنی جیانے کیلی ڈوکھا
ایک چی ساؤلی وریکشو جیسا —

ناتری اِکشوڈنڈو پالی تیا گوڑو کالی تیا کڑو نوھےچی جیویں۔

اری مترین تیسا آرجنا جیا بھاو ایسا مان‌اپھانی سری‌سا ھوت جاے —

تی‌ھیں رُتو سمان جیسے کا گگن تیسا ایک‌چی سان شیتو شن جیا —

دکشن اُتر ساروتا سیرو جیسا پاندوستا تیسا سکھہ دُکھہ پراپتان سدھیستو —

مادُھریے چندریکا سرسیی رایا رنکا تیسا جو سکلیکا بھوتاں سمو —

آگھویا جگا ایک سیوئیے جینسے اُدک تینسے جیاتیں تینھی اوک آکانکشیتی —

جو نیندیتے نے کھے ستوتی تے نہ شلاگھے آکاشا نہ لگے لیپو جیسا تیسے نیندے آنی استوتی سان کرون ایکے پنگتی وچرے پران‌ورتی جنی ونی —

دنیا نیشوری ۱۲

اوپر کا اقتباس مرھٹی کے مشہور شاعر دنانیشور کی کتاب دنانشوری تفسیر بھگوت‌گیتا سے لیا گیا ھے - یہ شاعر راجہ رام‌دیو (فرماں رواے دیوگڑھی) کے عہد میں ھوا - اس کا زمانہ تیرھویں صدی کا ھے اور دیوگڑہ (دولت‌آباد) کی فتح سے قبل کا ھے - مسلمانوں کا تسلط اس وقت تک یہاں نہیں ھوا تھا البتہ یہ اغلب ھے کہ مسلمان تجار اور درویش یہاں ھوں - اس نمونے سے ظاھر ھوتا ھے کہ اس وقت فارسی نے مرھٹی پر کوئی اثر

نہیں ڈالا تھا - وجہ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی حکومت
دکن میں قائم نہیں ہوئی تھی - یہ تمام کتاب اس
وقت کی ٹھیٹ مرہٹی میں ہے - اور کوئی لفظ فارسی
عربی کا اس میں نہیں پایا جاتا —

دنانشور کی تاریخ پیدائش - سنہ ۱۲۷۵ ع -
تاریخ وفات - سنہ ۱۲۹۶ ع -

१ स्वति श्री हिजरत ६९ शकु संवतु १२८९ प्लवंग संवत्सरे आश्विय + +
२ श्रीमत्य प्रौढि प्रताप चक्रवर्ति माहाराजाधिराज श्री हंबिरु राओ
३ ठाणें कोंकण राज्यं क्रोति सत्ये तस्मिन काले प्रवर्तमाने धरमादि ।
४ पत्र लिखितं यथा सर्व व्यापारि सिहि प्रो तं निरोपित अठागर अधि
५ कारिआ कुसना आहासण नाकाचा सेणवै देऊं प्रोण्डोह वेलित स
६+ रंध चिचावली ग्राम पैकि तथिला मिजिगिति सिहि प्रोकेलि तेथें मणी
७ आ लावेया लागी आठागर समंथ मुख्य नारावें आगरु पैकि कोतल वाडि
८? नारदे कवलि आ पैकि माटालि? उरो वाडिआ २ ससिमफल भोगास
९ हित श्री रायाजा प्रधातु सिहिंप्रो विकति सडाउनि चिचवलिये चिये मिजिगिति
१० वर मिथा मलिया कातिक वाडी विक्रिता द्रामा १६० नारदे कवलिया जि
११ ये माटालैये विक्रिता द्रंम ४० उरै वाडिआ २ विक्रिता द्रामा सते २००
१२ हे द्राम वरत सक्रोश कवलिआ मुख्य करुनि समला आगारियास मागिउ -
१३ डिली घा अढासाल गोपाल वादनिचे तले अठि आवाटातु राइ नाहीं वाडि
१४ आदातोंर हिन करुनि जालिआ म्हणौनि समलि आगारि यांस त्यातिवि
१५ कलि ते गुंति कैवाह सोडवुनि सिंहि प्रौला गौनि वाडिआ विकिली आहे -
१६ वाडिआ कोण्हि दातारु ढमठेलित गुंति करितर समांष्टेम आगारियाहिप्रति -
१७ (का रावें हा धरमु सिहि प्रोचा तितीवड समष्टि आगरियांहि समाग्नि प्रति पालावें -
१८ झाडे आचि जमैतिस जेतुक आर्गार साहि आडखे पाठे ते तुके आगरास आ प्र-
१९ झाडावें ति रोपडवा वाडि सिहिप्रो सासन विषय भोग वारिहा धरमु समग्नि प्र-
२० तिपालावा आघाटाणें पूर्व दिसें नाऊ म्हातारे याचि वाडि उत्तर दिसे चोर ते वाडि पष -

२१ चिम दिसे पाठियारा वडि दक्षिण दिसे कोणिष्टि या चि वाडी ऐसि आघाटणों चि -
२२ आ रविवारति आहि पालक वरत अ काण्हा कवलिआ पोगुवा अ रास देऊ
२३ वेद म्हा तारि याचा धरमु देउ विउ म्हातारे आया वाडरे पैकि वा वंदे उकघाट -
२४ आ अंबेयारि सोम्हाल म्हातारा राढत नाग देऊ माई दार्युम्सदे सेठि
२५ साउ म्हातारा ताहदेउ का वंदे म्हातारा सवद म्हातरा गोरु म्हातारा -
२६ साजकार सोमदेअ जोटा देअ वारै करु वरतअ मुपल पाठैलु नागला पाठैलु-
२७ वैडा करु हेजन १८ मुख्य करुनि समग्रि प्रति पालावें अं प्राचे साक्षिता-
२८ नागांव जमैति पैकिःप्टुगु माहामद दाउवार आया शाजिदाउवार आया -

(۱) -وَستی شری ھجرت ۷۹ سکو سَموَت ۱۲۸۹ پلوَ نگ سنوتسرے ادھیئے —

(۲) سری متییے پرورِی پرتاپ چکرورتی مہاراجادھیراج سری ھمبیر راو —

(۳) تھانے کوکن راجیے کروتی ستییے تسمن کالے پرورت مانے دھرمادی —

(۴) پتر لیکھیت یتھا سرو و یاپاری سی ھی پرو تم فِرو پت اتھا گرادھی —

(۵) کاری آکسنا اھاسن ناکاچا سیٹوئے دیؤ پڑن رتھ ویلقسے —

(۶) رنگھہ چیچاولی سام پیکی تیتھلا میچھیکتی سی ھی پروکیلی تیتھے منی —

(۷) آلاوے یا لاگی آتھاگر سھنتھہ مُکھٹے ناراوے اگرو پیکی کوتل واڑی —

(۸) نارٹے کولی آ پیکی ماتالی اُورو واڑی یا (۲)

سسیم پھل بھوگاس —

(۹) ھیت سری رایا جا پردھاتو سہی‌ھی پرو وکتی
سڑاؤنی چھولیئے چی‌ئے میجی‌گیتی —

(۱۰) ورمیتھا ملی یا کاتک واڑی وکریتا در ماھه ۱۶۰
ناردے کولی آجی —

(۱۱) بے ماتالیٹے وکریتا درم ۴۰ اورو واڑی‌آ ۲ وکریتا
دراسا ستے ۲۰۰ —

(۱۲) ھے درام ورت سکوش کولی آ مکھے کرونی سملی
اگری‌یاس ساگے او —

(۱۳) تِلی گھا اڑا سال گوپال والدنی‌چے تلے آتھی آواتا
تو راھا ناھی واڑی —

(۱۴) آدا تارین ھیں کرونی جالی‌یا سھفونی سملی آکری
یافس تیاتی وی —

(۱۵) کلی تے کنتی کےواہ سوڑ اونی سی‌ھي پرلا گونی
واڑی یا ویکلی آھے —

(۱۶) واڑی یا کونھی داتارو تھم‌تھیلیت گُنتی کری تر
سھشتم انگری یاھی پوتی —

(۱۷) (کا)راوے ھا دھر موسن ھی پر و چاتی‌تی‌وڑ سھشتی
انگری‌یاھی سہاگری پرتی‌پالاویں —

(۱۸) جھاڑے آچی جھیےتس جےتک آگری ساھی آڑکھے
پاتھے تےتوکے آگراس آ۲ پر —

(۱۹) جھاڑا وے تی روپڑوا واڑی سہی‌ھی پروساسن وی‌شئے

بھوک باریدھر مو سہاگری پر —

(۲۰) تی پالاوا آگھاتانے پورو دشیے فاؤں مہاتارے یاچی
باری اُتر دشیے چورتے باری پش —

(۲۱) چم دشیے پاتھی پالا وری دشن دشیے کونشتی یاچی
واری الیئی آگھاتنے چی —

(۲۲) آ روی وارتی آھی پالک ورت آکانہا کولی آ پوگووا
آواس دےاُو —

(۲۳) ویدہ مہتاری یا دچاھرمو دے اُو وی اُو مہا تارے
آیا واتھے رے پیکی وا وندے اُک گھاٹ —

(۲۴) آمبے یاری سومہاں مہاتارا راتھت ناگ دیو بھای
دار یوم سدے سیتھی —

(۲۵) ساؤ مہاتارا تاہدےاُو کاوندے مہاتارا مود مہاتارا
گورو مہا تارا —

(۲۶) ساہ کار سوصدیو جوتادیو و رے کرو ورت آ موپل
پاتھےلو ناگلا پاتھےاو —

(۲۷) وےرا کرو ھیجن ۱۸ مُکھیہ کرونی سہگری پرتی
پالاویں آنہہ پراچیں ساکشیتا —

(۲۸) ناگاؤ جھےتی پیکی پتیگو مدھہ داؤ وار آیا شجی
داؤوار آیا —

نمونہ ۲ ایک کتبے کی نقل ہے جو ناگاؤں ضلع قلابہ
(جنوب بمبئی) کے مندر بھیمیشور میں کندہ ہے —
اس کا سنہ پہلی ھی سطر میں درج ہے - اور قابل

لحاظ بات یہ ہے کہ اول سنہ ہجری دیا ہے اور اس کے بعد سالباهن کا سنہ (شکے) ہے —

اصل الفاظ یہ ہیں " ہجرت ۶۹ سکو سموت (سمت) ۱۲۸۹ " —

یہ ظاہر ہے کہ ہجری سنہ ۶۹ نہیں ہوسکتا - یا تو اول کا ہندسہ مٹ گیا ہے یا محض اختصار کے خیال سے سینکڑہ کا ہندسہ چھوڑ دیا گیا ہے جیسے آج کل عام طور پر رواج ہے کہ سنہ ۱۷ ع لکھدیتے ہیں - اور اس کے قبل بخیال اختصار ۱۹ کا ہندسہ ترک کردیتے ہیں —

سالباهن سمت سے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سنہ ۷۶۹ ہجری ہے —

دوسری بات اس میں دیکھنے کے لایق یہ ہے کہ اس مختصر کتبے میں ایک دو فارسی الفاظ بھی استعمال کئے گئے ہیں - ایک لفظ تو " جمعیت " کا ہے - جو دوبار آیا ہے ' دوسرا لفظ " ساز کار " ہے —

تیسری بات یہ ہے کہ اس میں تین مسلمانوں کے نام آئے ہیں - دو تو جمعیت سے تعلق رکھتے ہیں جو غالباً فوجی افسر ہوں گے جن کے نام محمد داور محمد شجوار (یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اصل لفظ کیا تھا جسے بگاڑ کر شجوار بنا لیا گیا ہے) تیسرا نام شہپرو ہے جو مدارالمہام تھا اور جس کے متعلق کتبہ میں یہ لکھا ہے کہ وہ ہر چیز کا بیوپار کرتا تھا - اس وقت یہ صحیح

طور سے معلوم کرنا مشکل ھے کہ اصل نام کیا تھا - اس تعریف سے کہ وہ ھر چیز میں تجارت کرتا تھا اُس کے مسلمان ھونے کا یقین ھوتا ھے اس لئے کہ اس زمانے میں نیز اُس کے بعد بھی اضلاع کوکن و ملا بار میں اس قسم کے تاجر سب عرب مسلمان ھوتے تھے - علاوہ اس کے یہ نام آریائی اور دراوڑی زبان کا نہیں معلوم ھوتا ——

چوتھی بات غور کے قابل یہ ھے کہ سنہ ۶۹ ھجری عربی الفاظ میں تحریر ھے ——

پانچویں بات دیکھنے کی یہ ھے (جیسا کہ اس کتبے سے معلوم ھوتا ھے) کہ اگرچہ اس ریاست کا فرماں روا دولت‌آباد کے جادھو خاندان کا خود مختار راجہ تھا اور وھاں اسلامی حکومت کا مطلق کوئی اثر نہ تھا، تاھم فارسی الفاظ وھاں بھی پہنچ گئے تھے ——

ایکناتھہ پٹن (ضلع اورنگ آباد) کا مشہور شاعر، سادھو اور مصلح گزرا ھے - اس نے سترھویں صدی کے اوائل میں انتقال کیا - اس کے کلام میں سے ذیل میں ایک فرضی عرضداشت کی نقل لکھی جاتی ھے ——

अर्जदास्त

अर्जदास्त अर्जदार । बंदगी बंदें नवाज
अलेकें सलाम । साहेबांचे सेवेसी
बंदे शरीराकार । जीवाजी शेखदार
सुभाजी कारकून । प्रगणे शरीराबाद

किल्ले कायापुरी । सरकार साहेबांची

आज्ञा घेऊन स्वार जालों तो प्रगणे मजकुरीं येऊन सरकार काम करावयास लागतो तो. प्रगणे मजकूराचे जमेदार दामाजी सेट्ये व कामाजी महाजन व मनीराम देशमुख व ममताई देशपांडिण क्रोधाजी नाईकवाडी ऐसे हरामजादे फार आहेत ते सरकार कामाच्या कयास चालूं देत नाहींत. दामाजी शेट्या कचे-रीस येऊन जोम धरून बसतो. मनीराम देशमूख आपलें काम परभारें करून घेतो. ममताई देशपांडिण इणे तमाम तफरका केला तो साहेबापासून जरासंध चोपदार आला त्यानें खबर केली कीं मागून यमाजी पंताची तलब होणार. त्यास त्या धास्तीनें तमाम परगणा वोस झाला. वितपशील कलम डोळस वाडीस मात्र कांहीं रुई झुई वस्ती राहिली कानगांव तों बंद जालें. दोन्ही वेशींचीं कवाडे लागलीं. नाकापुरास वहाव सुटले. तोंडापुर तो तफरका झालें. दंताळ-वाडी वोस पडली. दिवे लागणी देखील राहिली नाहीं केसगांवची पांढर जाली शिरापुरचा लोक दरोबस्त थर थरा कांपतो हातगांव कसाल्यांनें जर्जर जालें. त्यांच्यानें आतां कांहीं लावणी होत नाहीं. पायगांवचीं मेठें बसलीं. ढोपरपूरची राहली. चरण गांव चाली सरली. ऐसी परगण्यांत कीर्दी बुडाली. यावर सर-कारी काम सुरूं करीत होतों तो मयाजी पंताची परवानगी आली कीं, हुजूर येणें.आपणास साहेबाचा आश्रय आहे. एका जनार्दन बंदा । बंदगी रोशन होय। हे अर्जदास्त.

عرضداشت

عرضداشت عرضدار بندگی بندہ نواز —
علیکم سلام صاحبانچے سیوے سی بندے شریواکار
جیواجی شیکھدار —
ڈھاجی کارکن پرگنہ شریرآباد —
قلعہ کایا پوری سرکار صاحبانچی —
آگیا گھےاون سوار جالوں تو پرگنہ مذکورین یے اون سرکار
کام کراویاس لاگتو تو پرگنہ مجکورچے —

جمعدار داماجی شیٹیے و کاساجی مہاجن و منی رام دیسمکھہ و مہتائی دیش پاندین کرودھاچی

نائکواڑی ایئے سے حرام‌زادے پھار آھیت
تے سرکار کاماچا کیاس چالو دیت ناھیت -

داماجی شیٹییئے کچہیریس اے اون جوم دھرون بس تو منی رام دیش مکھہ آپلین

کام پر بھاریں کرون کھے تو مہتائی دیش پاندین ایئے تمام تفرقہ کیلا تو صاحبا پاسون جراسدہ چوبدار آلا تیانے خبر کیلی کیں ماگون یہاجی پنتاچی طلب

ھونار تیاس تیا دھاستی نے تمام پرگنہ اوس جھالا بتپشھل کلم دولس واڑیس ماتر کاھیں روئی جوئی وستی راھیلی کان گاؤں تو بند جالے دونہیہ ویشی چیں کواڑیں لاگلی —

ناکہ پوراس وھاؤ سوتلے توفنداپور تو تفرقہ جھالے دنتال واڑی اوس پڑلی —

دیوے لاگنی دیکھیل راھلی ناھیں - کیس گاوچی پاندھری جالی شراپورچا لوک درو بست تہر تہرا کا پتو ھات گاؤ کسالیان جرجرجالے تیاچیا نے آتا کاھیں لاؤنی ھوت ناھیں پاے گاوچی مینتھے بسلی تھوپر پورچی

راھیلی چرن گاو چالی سرلی ائیسی پرکفیات کردی بڑالی یاور سرکاری کام سروکریت ھوتوں تو میاجی پنتاچی پروانگی آلی کی حضور ایئے آپناس صاحبانچا آشریہ آھے ایکا جنار دھن بندہ بندگی روشن ھوے ھے عرضداشت —

یہ ایک عرضداشت ھے جو روح نے خدا کے نام لکھی اور جس میں - بتایا ھے کہ دنیا میں آ کر مجھہ پر کیا واردات گزری —

ایکناتھہ نے اس کا نام " عرضداشت " ھی رکھا ھے اور یوں شروع کیا ھے —

" عرضداشت عرض دار' بندگی بندہ نواز' علیکم‌سلام "

یہ خاص اسی کے الفاظ ھیں اس کے بعد اصل عرضداشت کا مضمون شروع ھوتا ھے جس میں بہت سے عربی' فارسی الفاظ آئے ھیں - مثلاً صاحب' بندہ' شہکھدار (شقدار) کار کن' شریر آباد' قلعۃ کایا پوری (اضافت ساتھہ استعمال کیا گیا ھے) سرکار' سوار' مذکور' زمیندار' و' حرام زادہ' قھاس' تمام' زبردست' تفرقہ' چوبدار' جز' طلب' بہ تفصیل کلام' دخیل' دروبست' شروع' پروانگی' حضور' بندگی روشن —

خاتمہ ان الفاظ پر کیا ھے - " بندگی روشن ھوئی - ھے عرضداشت " اس ملک میں اب تک مرھٹی درخواست کے خاتمہ پر یہ الفاظ لکھے جاتے ھیں —

یہ نمونہ ھے - اس وقت کی مرھٹی درخواستوں کا - اس عرضداشت کا سنہ تحریر تقریباً سنہ ۱۵۸۸ ع ھے —

تقریباً اسی زمانے کی ایک اور تحریر پیش کی جاتی ھے - یہ ایک خط ھے جو راجہ انکوش راؤ نے سنہ ۱۵۷۹ ع میں اپنے کارکن کو لکھا ھے —

خط

پوش شدھے دشمی شکے ۱۳۹۸

از رخت خانہ راجےشری انکوش راؤ راجے گوساوي
بجانب کارکنانی تپ کھیڑ بارے بدانند سرو سیت بعین
و تسع مایہ دیش‌مکھانی تپ مجکور و انعامتی و ھکلا
جماو باجے انعامتي و سیتے سنبھوجی و بابروجی و دیشکو
و تپ مجکور بار بھوگوٹے تصرفاتی وزیرانی کار کردی
در کار کردي پیسجی تا ملک سرک ملک کامن ملوک
چالی لے آھے تیسے چال وی نے ۔ ایسی کھرد کھتاچی
رجا ھوئیے معلوم جھالے دیش‌مکھاچی اسابتی و انعامتی
و ھک لا جیما و باجے انعامتی و سیت سنبھوجی و
بابروجی و دیسکو تپیے مجکور ٹھگ کول بھوگوٹے
تصرفیل تا کار کردی پیسجی و جیرانی چالی لے آھے تینے
پرمانے چال ویجے اسیلی کھرد کھت دیسمکھا سی اسو دیجے ۔
تالیک لے ھون گھےایجے مور تب تاریخ ۸ ماہ شوال ثلاث

[पौष शु ॥ ४ शके १४९८]

अज रखतखाने राजश्री अंकुशराव राजे गोसावी बजानेबू कारकूनानीतपे खेड बारे बिदानद सुरू सीत सबन व तिसा मया देशमुखानी तपे मजकूर व इनामती व हकलाजिमा व बाजे इनामती व सेते संभूजी व बाबरोजी व देसकु तपे मजकूर बार मोगवटे तसरफाती वजिरानी कारकीर्दी दर कारकीर्दी पेसजी ता मलिक सर्क मलिक कामन मुल्क चालिले आहे तैसे चालविणे - ऐसी खुर्द खताची रजा होय. मालूम जाहाले देशमुखाची इसाबती व इनामती व हक लाजिमा व बाजे इनामती व सेत संभूजी व बाबरोजी देसकु तपे मजकूर ठाग कौल भोगवटें तसरफील ता। कारकीर्दी पेसजी व जिरानी चालिले आहे तेणें प्रमाणें चालविजे. असला खुर्दखत देसमुखासी असो दीजे. तालीक लिहून घेइंजे. मार्तब. तारीख ८ माहे सौवाल. सलास.

اس مختصر خط میں مفصلہ ذیل فارسی، عربی، الفاظ استعمال کئے گئے ہیں —

از رخت خانہ، بجانب، کارکنان، تپ کھیڑ بارے (اضافت استعمال کی گئی ہے) بدانی، شروع سنہ ست سبعین و تسع مایۃ، دیشمکہاں (فارسی طریقۂ جمع) تپ مذکور، انعام، حق لازمہ، بعضے، تصرفات، وزیر، درکار کرد، پیشگی، مُلک، مِلک، خورد خط، رضا، معلوم، اصابت، قول، اصل، تعلیق، مرتب، تاریخ ۸ ماہ شوال ثلاث

اس میں صرف چند مرہٹی الفاظ ہیں باقی سارا خط فارسی، عربی الفاظ سے بھرا پڑا ہے - اس کے علاوہ طرز تحریر فارسی ہے اور بعض جگہ مرہٹی میں فارسی محاورات کا لفظی ترجمہ ہے —

سترھویں صدی کی ایک تاریخی اور دلچسپ تحریر اس جگہ نقل کی جاتی ہے - یہ ایک خط ہے جو ملک عنبر نے شاہ جی (والد شیواجی) کے پروہت دامودھر بھٹ بن ناراین بھٹ اور اس کے بھائی رامیشور بھٹ کو عطائے جاگیر کے متعلق لکھا ہے - سنہ تحریر سنہ ۱۶۱۸ ع ہے - اصل سنہ جو اس خط میں درج ہے وہ ہجری ہے اور دیکھنے کی بات یہ ہے کہ اصل عربی الفاظ کو مرہٹی حروف میں لکھا ہے - یعنی " تسع عشر الف - ۲۰ شوال"

इ. स. १६१८ चा एक लेख.

अज दीवाणें रख्तखाने खास बेजानबू कारकुनानी व देस मुखानी पा ॥ पुणें व मुकसाई यानी व हुद्देदानी अजहली मुकासाई हाल व इस्तकबाल व

मोकदमानी मौजे देउलगौ नजदीक आलेगौ कर्याती पाटस पा।। मजकूर बिदा-नद सु।। सन तिसा असर अलफ दामोदर भट बिन नारायन भट व रामेस्वरभट बिन नारायन भट साकिन आखी मुद्गल बंदगीहजरती मालूम केलें जे, आपणी-यासी इनाम जमीन सेत खुद खसा दोरी सवादरसवाद मौजे देउलगौ नज-दीक आलेगौ कार्याती पाटस परगणें मजकूर बा ।। हुजती हैबतखान सलास अलफ आहे. येणें प्रमाणें फर्मान करून देणें म्हणून रोखा ममलकत मदारी मलकंबर एकंदर इनामदारानी तिसा असर अलफ छ २० माहे सौवालु आहे फर्मान मन्हामती होये मालुम जालें-बा ई आ।। ती दिवाण खासा बराय ई रुके ७ देवविले दामोधरभट बिन नारायणभट व रामेश्वरभट बिन नारायनभट साकिन आरबी मुद्गल. यासी इनाम जमीन सेत खुद खासा दोरी सवादर सवाद मौजे दउलगौ न ।। आलैगौ कर्पाती पाटस पा। मजकूर बा हुजती हैबतीहबतखान सलास अलफ दिधले आहे - तेणें प्रमाणें करार केले असे त ।। सवा असर अलफ असा भोगवटा व तसरुफाती चालत असेल तेणें प्रमाणें दुमाला कीजे दर हर साल फरमानाच्या उजर न कीजे. तालीक घेउन असली फिरावून दीजे. बा रोखा म।। म।। मलकंबर एकंदर इनामदारानी तिसा असर अलफ छ २० साबालू प्रा दामोदर भट व रामेश्वर भट सेत दोरी सवा बा सवाद दफतर थास मार्तन्न सूद

یہ خط شروع سے آخر تک فارسی الفاظ سے بھرا ہوا ہے اور اس میں فارسی مرہٹی الفاظ کا تناسب (قطع نظر اعلام کے) یہ ہے —

فارسی الفاظ ۱۲۷

مرہٹی ۳۸

فارسی الفاظ کے نیچے امتیاز کے لئے خط کھینچ دیا گیا ہے —

ہم اس خط کو فارسی حروف میں لکھتے ہیں اور مرھٹی الفاظ کو قوسین کے اندر دکھاتے ہیں ۔ اس سے صحیح اندازہ ہوسکے گا کہ اس ایک خط میں کس قدر فارسی الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے :—

از دیوان رخت خانہ خاص بجانب کارکنان و دیسمکھان پرگنہ پونا مقاسائیان و عہدہ داران از ھتی حال و استقبال و مقدمان موضع دیول گاؤں نزدیک (آلے کنو) قریاتی (پاتس پاتیل) مذکور بداند ۔ شروع سنہ تسع عشرالف دامو دھر بھٹ بن نارایں بوٹ وراميشور بن نارایں بھٹ ساکن اروی مدگل بندگی حضورتی معلوم (کیلے زے آپن یاسی) انعام زمین (سیٹ) خود خاصہ دوری سوا دز سواد موضع دیول گاؤں نزدیک (آلے کنو) قریاتی (پاتس) پرگنۂ مذکور بدل حجتی ھیبت خاں ثلاث الف (آھے مینے پرمانے) فرمان (کروں دینے متھوں) روضا مملکت مدار ملک عنبر (ایک اندر) انعام داران تسع عشر الف ۲۰ ماہ شوال (آھے) فرمان مرحمتی (ہوئے) معلوم (جھالے) بدل انعام (اکا رتی) دیوان خاصہ برائے رقعہ (ساتھہ دی دے) دامودھر بھٹ بن نارین بھٹ و رایشور بھٹ بن نارین بھٹ ساکن اردی مدگل انعام زمین (سیٹ) خود خاصہ دوری سوادرسواد موضع دیول گاوں نزدیک (آئے کنو)

قریاتی (پاٹس) پرگنہ مذکور بدّل حجتی ہیبی ہیبت خاں
ثلاث الف (د دھلے آھے تینے پرسا نے) قرار (کیلے آسے تے) سبع عشر الف
(جیسا بھوگ وٹا) و تصر فاتی (چالت اسیل تینے پرما نے)
د نیہا لہ (کیزے) در ہر سال فرمان (چا) عذر نہ کیزے ۔
تعلیق ، (گھیوں) اصلی (پھراوں دیزے) بدل رخا مذکور
ملک عنبر (اک اندر) الہا مدارانی تسع عشر الف ۲۰ ماہ شوال
(پرما نے) دامو دھربھٹ و رایشور بھٹ (سبت دوری سوابدل
سواد دفتر (باس) مرتب سد —

ذیل میں ایک اور خط نقل کیا جاتا ہے جو دیانت راو وزیر مال سلطان علی عادل شاہ نے نیلو سوندیو موز مدار (معتمد مالگذاری) شیواجی مہاراج کو لکھا ہے ۔ سنہ تحریر سنہ ۱۶۵۶ ع ہے —

श्री १६५६ ई. स.

अखंडित लक्ष्मीप्रसन्न परोपकार मूर्ति राजमान्य राज श्री निलोपंत गोसावी यास- ।। छ सेवकें दियानतराऊ नमस्कार विनंति उपरि -- मौजे उझाडें किल्ले बंदन माहताजी गांव चालत असतां सांप्रत नुर खानास खा जालाह होला -- यावरी हुजूर मालूम होऊन माहालीचे देहे माहालास मोकरर केले असें तरी मौजे मा ।। किल्लेचे किल्लेस दुंबला केले पाहिजे - पहिलें नूरखानाचे विषयीं लिहिलें होतें. यावरी न च जा तो किल्ले मजकूरास दुंबला करणें पुढें नूरखानाँचे विषयीं लिहिलेया त्यास दुंबाला न करणें माहताजी गावा विषयीं विनाजी - कोन्हेरीपंत सांगतील त्या सारखें पारपत्य देखील [केलें] पाहिजे. किल्ले बंदन आमचें वतनस्थल आहे -- त्याचें मदत्त करावयास अंतर पडो न देणें बहुत लिहिणें नलगे [मोर्तब सूद]

سری

اکھنڈیت لکشمی پرسن پروپ کارسورتی راج مانیےراجے سری نیلو پنت گوساوی پاس سیوکے دیانت راؤ نمسکار وننتی اوپری موجے اوجاتے کلے بندن مہاتاجی گاو چالت آستا سام پرت نورخاناس کھاجالاہ ھوتا یاوری حضور معلوم ھو اُون مہالي چے دیھے مہالاس مکرر کیلے تری آسے موجے ما کلے چے کِلیّس دنبالہ کیلے پاھیجے - پہلے نورخاناچے ویشئیں اِھیِ لے ھوتے یاوری نیچ جاتو کلے سحکوراس دنبالہ کرنے پوڑھے نورخانا چے ویَشئین لِھی لے یا تیاس دنبالہ نہ کرنے مہاتاجی گاوایَشئین و ناجی کونھیری پنس سانگتیل - تیا سارکھے پار پتیبے دیکھیل کیلے پاھیجے کلے بندن آسچے و تن ستھل آھے - تیاچے مدت کرایاس انتر پڑو نہ دینے بہوت لِھی نے نہ لگے مرتب سد ــــ

اس خط سے یہ معلوم ھوگا کہ مرھٹی طرز تحریر میں ایک نئی تبدیلی واقع ھوئی ھے ـ اب تک فارسی الفاظ اور جملے بعینہ مرھٹی زبان میں استعمال ھوتے تھے ۔ لیکن اس خط کے مطالعہ سے ظاھر ھوگا کہ فارسی عربی الفاظ کا استعمال کچھہ کم ھوتا جاتا ھے ۔ لیکن فارسی محاورات اور جملوں کا لفظی ترجمہ مرھٹي زبان میں شروع ھو گیا ھے ۔ اور گو الفاظ مرھٹی ھیں مگر طرز

تحریر اور اسلوب بیان میں فارسی زبان کا رنگ صاف نظر آتا ہے - مثلاً

" اکھنڈت لکشمی پرسن " अखण्डित लक्ष्मी प्रसन्न

دام دولتہ کا لفظی ترجمہ ہے —

" پرو پکار مورتی " परोपकारमूर्ति احسان مجسم کا ترجمہ ہے -

" سیوک " सेवक بندہ کا ترجمہ ہے —

" موضع اُجھار تا " اور قلعۂ ندان یہ دونوں اضافت کے ساتھہ استعمال ہوئے ہیں —

" معلوم ہوؤں " اور " مقرر کے لے " یہ معلوم شد اور مقرر کرد کا لفظی ترجمہ ہے —

خط کا خاتمہ فارسی کے ان الفاظ کے ترجمہ پر ہوا ہے " زیادہ چہ نویسم " یہ جملہ اس وقت سے اب تک مرھٹی خطوں کے آخر میں استعمال ہوتا ہے —

نقل خط شیواجی مہاراج

श्री २६ जूलै १६७७

स्वस्ति श्री राज्याभिषेक शक ४ पिंगल संवत्सरे श्रावण शु ॥ ७ सप्तमी गुरुवारे क्षत्रिय कुलावतंस श्रीराजा शिवछत्रपति यांसी यशवंतराऊ शाहजी कदम नामजादकोट बाळगुडानूर यासी आज्ञा केली ऐसीजे :—

कोट मजकूरीं हसमें नामजाद आहे व एक जिन्नस ही शिल्लक थोडा बहुत आहे-एसियासी त्याच्या लिहिणियासी लिहणार पाहिजे म्हणून त्यावरी तिमाजी नारायण यासी जमा करून पाठविलें आहे. तैनात दरमाहे होंन प्रार ३ तीन रास केले असेत, इ॥ प्रो पासून बजावाटा उखेटी प्रो वजा करून बाकी बेरीज माहे

दर माहे आदा करीत जाणें, आणि त्याचें होतें कूट मजकुरी लिहिणियाचें काम
घेत जाणें–आणि कागद बाब लिहिणियामा फक देत जाणें-मज़ुरा असे-लेख नासिमा.

{ श्री शिव चरणीं तत्पर त्र्यंबक सुत मोरेश्वर }	मर्यादेयं विराजते

سری

سوستی سری راجیابھیشک شک ۴ پنگل سنوت سرے
سراون شدے (۷) سپتھی گرو وارے کشتریہ کُلا
وتنس سری راجہ شیوّ چھتر پتی یانسی ایشونت راؤ شاہ جی
کدم فام زاد کوت پال گوتا نور یاسی ادنا کیلی اسے سی جے
کوت مجکوری ھسھے فام زاد آھے و ایک جنس ھی
شلک تھوڑا بہوت آھے یہسی یاسی تیا چیا لیہی فی یاسی
لیہی نار پاھیجے منہون تیاوری تیہا جی نارائن یاسی جما
کروں پاتھوی لے آھے تینات در ماھے ھوں پرار (۳) راس
کیلے اسیت ای پرمانے پاسوں بجا واتا او کھیتی پرمانے
وجا کرون باکی بیریج ماھے در ماھے ادا کریت جانے آنی
تیاچے ھوتیں کُٹ مجکوری لیہی نی یاچے کام گھیت جانے
آنی کاگد باب لیہی فی یا ماپھک دیت جانے مجورا اسے لیکھہ نسیھا

(سری شیو چرنی تتپر)	مر یادہ ئیں
(تر بنک سوت مور یشور)	وراجتے

یہ خط شیوا جی مہاراج نے ۲۶ جولائی سنہ ۱۶۷۷ ع
میں اپنے ایک سردار ایشونت راؤ شاہ جی کدم کے نام

لکھا ھے - یہ خاص طور پر قابل توجہ اور قابل لحاظ ھے
پہلے ذکر آ چکا ھے کہ شیواجی مہاراج نے فرمان جاری
کیا تھا کہ فارسی عربی الفاظ استعمال نہ کئے جائیں -
اور لغت بھی اس غرض سے تیار کی گئی تھی کہ فارسی
عربی الفاظ مروجہ کے بجائے سنسکرت الفاظ بنائے جائیں -
یہ خط شیواجی مہاراج کی وفات سے دو تھائی سال قبل
کا ھے لیکن باوجود اس احتیاط اور احتراز کے اس چار
سطر کے مختصر سے خط میں مفصلۂ ذیل الفاظ عربی فارسی
کے استعمال کئے گئے ھیں —

(۱) مذکور (۲) حشم (۳) نامزد (۴) جنس
(۵) سلک (۶) جمع (۷) تعینات (۸) در ماہ (۹) راس
(۱۰) وضع (۱۱) باقی (۱۲) ماہ در ماہ (۱۳) ادا (کرنا)
(۱۴) کاغذ (۱۵) باب (۱۶) موافق (۱۷) مجرا —

قطع نظر اس کے ایک قابل غور امر یہ ھے کہ ان
فارسی عربی الفاظ کے علاوہ جو عبارت اس خط میں
مندرج ھے وہ فارسی طرز تحریر کی نقل ھے - اور فارسی
کے جملوں اور محاورات کا لفظی ترجمہ ھے - مثلاً خط
کے عنوان کا ترجمہ یہ ھے —

" سن جلوس ۴ — ساون تاریخ ۷ — روز پنجشنبہ —
فخر خاندان چھتریاں شری راجہ شیو چھتر پتی (شہنشاہ)

ایشونت راؤ شاہ جی کدم نامزد قلعۂ دال گدا نور حکم فرمود کہ" —

خاتھہ پر جو مہر ہے اس کے الفاظ بھی فارسی مہروں کی نقل ہیں —

نقل خط گوبند راؤ کالے (وکیل پیشوا بہ دربار حیدر آباد) موسومہ نانا فرنویس مورخہ ۱۷ جولائی سنہ ۱۷۹۵ ع

श्री १७ जूलै १७९५ ई. स.

विनंति बिज्ञापता मूसा रेमू आपले जमयत व तोपखान्या सुद्धां संगारडी पेठेस गेले. संगारडी भागानगराहून १८ कोस आहे. त्यास मूसा मजकूर यानीं पेठेस मोर्चे लावून तोफाची मारगिरी करून पेठ घेतली. हिकडील लोक फार जाया झाले. पेठेंत वस्ती नव्हती प्यादे मात्र होते ते निघून गेले. सांप्रत भागाहून अजम साहेबं व घासिमिया यांस जमियत सुद्धां रवाना केलें त्यास अवघे मिळून सध्यां पांचशेंस्वार आहेत. त्यास पांच सात दिवस दरगाजवळ भागानगराहून दोन कोसावर मुक्काम होता. रात्रं दिवस चौकी पहारा हुशारीनें होते. प्रास्तुत दरगाहा वरून कुच करून पुढे संगारडी पेठेचे सुमारें गेले कोणें ही प्रकारें मुसारेमे यास जाऊन मिळावें. नाहीं तर शिदी अबदुल्लाखान ठार झाले. लोक गारत होऊन राहिले. ते परागंदा झाले जखमी अद्यापि येथें येतात. सांप्रत वर्तमान की बेद-

रचा किल्ला घेतल्यानंतर सदाशिव रड्डी आपले जमियत सुद्धां लागभाग पाहून गायब आहे. ण छ २९ जिल्हेज हे विज्ञापना

سری

ونتی وگیا پتا موسا ریمو آپلے جمیت و توپ کھانیاں سدھا سنگارڈی پیٹھیس گیلے - سنگارڈی بھاگا نگرا ھون

۱۸ کوس آھے - تیاس موسا معکور یانی بیٹھیس مورچے لا اُون توپھا مار کری کرون بیٹھہ گھیتلی - ھکرِیل لوک پھار جایا جیا لے پیٹھیت وستی نہوتی پیادے ماتر ھوتے تے نگھون گیلے سامپرت ماگا ھون اجم صاحب و گھانسی میان موسا ریھو یاس جمیت سدھا روانا کیلے تیاس اوگھے "ملون سد ھیا ۵ شے سوار آھے تیاس ۵ - ۷ دیوس درگاہ جول بھاگا نگرا ھون - دون کوسا ور مکام ھوتا - راترا دیوس چوکی پہارا ھشیاری نے ھوتے پرس‌توت درگاہ ورون کوچ کرون پوڑھے سانگارتی پیٹھے چے سہارے گیلے کونے ھی پرکارے یاس جاؤن میلاوے . ناھی تر شدی عبدالله خاں تھار جھالے - لوک گارت ھواون راھیلے تے پراگندہ جھالے جکھمی اندیاپی ایتھے ایتات سامپرت ورتہان کی بیدر چاکلا گھیتلا نندتر سدا شیو رتی آپلے حمیت سدھا لاگ بھاگ پاھون غائب آھے - سنہ - چھپ - ۲۹ ذالحج ھے ودنیا پنا :—

اس خط میں تاریخ ھلالی عربی الفاظ میں لکھی ھوئی ھے - سنہ ۱۸۴۸ ع تک سنہ و تاریخ تمام مرھٹی خطوط و فرامین میں ھجری اور عربی الفاظ میں لکھے جاتے تھے- اس خط سے ایک امر یہ بھی معلوم ھوتا ھے کہ اگرچہ اٹھارویں صدی میں فارسی عربی الفاظ بلا تکلف استعمال ھوتے تھے، مگر پہلے کی نسبت کم ھو گئے تھے - چنانچہ

اس خط میں فارسی عربی الفاظ کی تعداد (۲۸) ہے اور مرھٹی الفاظ کی تعداد (۸۴) ہے اور تقریباً یہی تناسب مرھٹی اور فارسی الفاظ کا اب تک مرھٹی زبان میں پایا جاتا ہے —

اب میں اُن اثرات کا ذکر کرتا ہوں جو فارسی نے مرھٹی زبان کی صرف و نحو پر ڈالے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ فارسی کا اثر محض اسما و صفات تک محدود نہیں رہا۔ بلکہ زبان کے بنیادی عنصر تک پہنچ گیا تھا اور یہ اثر ثابت کرتا ہے اس بات کو کہ دکن کی اسلامی حکومت میں ہندو مسلمانوں کے تعلقات کس قدر گہرے تھے —

(۱) تمام ہندی زبانوں میں صفت اسم کے پہلے آتی ہے جیسے اچھا آدمی، شریر لڑکا۔ مرھٹی میں بھی یہی ہوتا ہے لیکن فارسی کے اثر سے بعض اوقات صفت اسم کے بعد آتی ہے۔ اس کا استعمال خاص کر سرکاری اور دفتری تحریرات میں زیادہ ہوتا تھا۔ مثلاً

इसम मजकूर	اسم مذکور
पंडित मशार नीलहे	پنڈت مشارنلے (مشارٌالیہ)
राव अजम	راؤ اعظم
साल गुदस्त	سال گذست (سال گزشتہ)

انگرے وزارت مآب گائیکواڑ	आंग्रे वजारत माआब गाइकवाड
شمشیر بہادر	शमशेरबहादुर
کمپنی بہادر	कंपनी बहादर
(بزرگ) بڑگاؤں بدرک	बडगांव बुद्रक
وطن دروبست	वतन दरोबस्त
ایشتر پھاکڑا	इष्टुर फाकडा
پنڈت پنت پردھان	पंडित पंत प्रधान
بڑگاؤں خورد	बडगांव खुर्द

اگرچه اوپر کی مثالوں میں اکثر فارسی و عربی کے صفات ھیں لیکن وہ مرھٹی اسما کے ساتھه مل کر استعمال ھوے ھیں اور اُس کے تتبع میں بعض مرھٹی صفات بھی اسم کے آخر میں استعمال ھونے لگیں ـ

جب اس قسم کے اسما کے ساتھه جو صفات کے اول آئے ھیں اُن اسما کی حالت بتانے کے لئے کوئی علامت لگائی جاتی ھے تو وہ بھی باتباع فارسی صفت کے آخر میں آتی ھے نه که اسم کے آخر میں ـ

سکندر ثانی لا (لا علامت مفعول بمعنی کو)	शिंकदर सानीला
راؤ بہادر انا (نا علامت مفعول بمعنی کو)	राव बहादुराना

پنڈت مشار فلھوس (ھیس علامت مفعول بمعنی کو)   पंडित मशार निल्हेस

(۲) کسی ھندی زبان میں اضافت نہیں ھے - لیکن فارسی کے اثر سے مرھٹی میں بھی بعض الفاظ کے ساتھ اضافت کا استعمال ھوتا ھے - یہ استعمال بھی زیادہ تر سرکاری اور دفتری تحریرات میں پایا جاتا ھے - مثلاً :

قلعۂ رائے گڑہ	किल्लेरायगड
بندر دابھول	बंदर दाभोल
شہر پونہ	शहर पुणें
علاقہ بمبئی	इलाखा मुंबई
ضلع قلابہ	जिल्हा कुलाबा
صوبۂ گلبرگہ	सुभा गुलबुर्गा

یہاں بھی حالت فاعلی و مفعولی وغیرہ کی علامت آخری لفظ کے ساتھ آئے گی - مثلاً :

قلعۂ رائے گڑاس	किल्ले रायगडास
بندر دابھولاس	बंदर दाभोलास

(۳) مرھٹی میں حالت مفعولی کی علامت ला (لا) ھے جیسے रा मा ला راما لا (یعنی رام را)

یہ در حقیقت فارسی لفظ را ھے - ر اور ل کا بدل عموماً ھر زبان میں پایا جاتا ھے اس لئے اغلب یہی ھے کہ فارسی کا را مرھٹی کا لا ھو گیا - اس کا ایک بڑا

ثبوت یہ ہے کہ قدیم مرھٹی میں یہ لفظ نہیں پایا جاتا
اس کا استعمال علاقۂ گھاٹ ما تھا یعنی اضلاع پونا ،
ستارا ، احمد نگر و شولا پور میں ستر اسی برس قبل بہت
زیادہ تھا ، اور یہ مسلم کہ کوکن پر اسلامی حکومت ، رسم
و رواج ، اوضاع و اطوار اور زبان کا اثر بہ نسبت دوسرے
اضلاع مرھٹواری کے بہت کم ھوا ۔

فارسی کا یہ حیرت انگیز اور عجیب اثر ھے کہ اُس
نے اپنی علامت مفعولی کو مرھٹی میں داخل کردیا ۔
حالانکہ مرھٹی میں اس کے لئے دوسری علامتیں بھی
موجود تھیں ۔

(۴) فارسی کے بعض حروف جار بھی مرھٹی میں
بلا تکلف استعمال ھوتے ھیں اور مستند اور فصیح
انشا پرداز انھیں اسی طرح استعمال کرتے ھیں جیسے
مرھٹی حروف جار کو ۔ مثلاً ۔۔

در (در دیوس ، در روز ، در ورشی) दर दिवस , दररोज; दरवर्षी

در مرھٹی میں وھی معنی دیتا ھے جو فارسی در

دے کھیل یعنی دخیل ۔ یہ مرھٹی میں بطور حرف جار آتا ھے اور اس کے معنی بھی کے آتے ھیں ۔ देखील

चाळीस ते पन्नास تے (فارسی تا) چالیس تے
پناس یعنی چالیس تا پچاس
तुळजापुर ते उस्मानाबाद تلجا پور تے عثمان آباد
बादज बरसात بعد از - بعد از برسات
(قدیم مرھٹی)
अज रख्तखाने از - از رخت خانہ

بعض فارسی حروف جار مرھٹی میں اسم متعلق کے بعد آتے ھیں اُردو میں بھی اُن کا استعمال اسی طرح ھے - مثلاً
बद्दल بدل ऐवजीं عوض बरोबर برابر बराबर بروبر शिवाय سوائے
नजीक نزدیک नजीक نزدیک माफक موافق बरहुकूमत برحکم बाबत بابت

تحت کا لفظ مرھٹی میں بطور حرف جار تا (تک) کے معنوں میں زور پیدا کرنے کے لئے آتا ھے یعنی
पार्लमेंट पासून कलेक्टर पर्यंत از پارلیمنٹ تا کلکٹر -

ان مثالوں میں اگر تحت کا لفظ استعمال نہ بھی کیا جائے تو مضائقہ نہیں - یہ حرف تک (تا) کے معنوں میں زور پیدا کر دیتا ھے —

(۵) فارسی کے اکثر حروف عطف بھی مرھٹی میں استعمال ھوتے ھیں - ایک دو ایسے بھی ھیں جو قدیم مرھٹی میں استعمال ھوتے تھے مگر اب متروک ھو گئے ھیں - جیسے :

ब (و) मगर (مگر) अगर (اگر) बलके (بلکہ) या (یا)
बाकी (باقی) चुनाचे (چنانچہ) सबब (سبب) लेकिन (لیکن) وغیرہ
की کیں فارسی (کہ) کاف بیانیہ ھے - باقی مرھٹی میں
حرف عطف کا بھی کام دیتا ھے —

(چنانچہ) قدیم مرھٹی ھے —

سبب بھی (بہ معنی لہذا) قدیم مرھٹی ھے —

لیکن بھی قدیم مرھٹی ھے —

(۶) فارسی حروف فجائیہ بھی مرھٹی زبان میں بکثرت
مستعمل ھیں مثال کے طور پر چند لکھے جاتے ھیں —
बस بس हाँ ھاں अलबत البت (البتہ) बेशक بےشک बेलाशक بلاشک
खूप کھوپ (خوب) वाह واہ वाहवा واہ وا अफसोस افسوس
हाय हायहाय ھائے ھائے खबरदार خبردار खूब کھوب (خوب)
शाबास شاباش

افسوس - آج کل اس کا استعمال بہت کم ھوتا ھے —

(۷) فارسی کے بہت سے متعلقات فعل بجنسہ مرھٹی میں
مستعمل ھوتے ھیں بعض الفاظ میں لہجے اور تلفظ کی وجہ
سے خفیف سا تغیر ھوگیا ھے مثلاً چند الفاظ نیچے لکھے جاتے ھیں
हमेश ھمیش हरहमेश ھرھمیش बिलकुल بالکل वारंवार وارموار
एकवार ایک وار बेहत्तर بہتر छान چھان जल्द جلد मुश्किल مشکل
अलाहिदा علاحدہ वगैरे وغیرے पेश्तर پیشتر वापस واپس तमाम تمام
गुदस्ता گدستہ कुल کل यंदा یندہ एकटा ایک ٹا दुकटा دکٹا अवल اول

ڈیکھیل देखील سیم सियम ڈوئم दुअम

همیش یعنی همیشه هرهمیش ' محض زور دینے کے لئیے آتا ہے ' وارم وار ' وار ' بار سے ہے اور بارم بار سے مطلب بار بار سے ہے —

چھان عربی کا شان ہے —

ینده کے معنی مرهٹی میں امسال کے هیں - یه لفظ غالبا فارسی کے لفظ آئینده کا بگاڑ ہے اور معنی بجائے مستقبل کے حال کے هوگئے هیں —

گدسته یعنی گذشته —

ایکٹا فارسی کا یکتا - اس کے معنی مرهٹی میں تنها اور اکیلے کے هیں یعنی یکه و تنها —

دکٹا فارسی دوتا —

ڈیکھیل عربی لفظ دخیل ہے - مرهٹی میں اس کے معنی بھی یا نیز کے هیں - چوں که بھی کے آنے سے ایک شے کے ساتھه دوسری شے بھی داخل هوجاتی ہے اس لئیے اس کے یه معنی قرار پاگئیے —

(۸) فارسی کے بعض ضمائر یا صفات ضمیری بھی مرهٹی میں استعمال هوتے هیں - مثلاً

خود खुद

فلانا (فلاں) फलाणा

हर — ھر

हर एक — ھر یک وغیرہ

(۹) جس طرح فارسی میں اسما کے آخر میں (ی) بڑھا دینے سے صفات بن جاتی ھیں اسی طرح مرھٹی میں (ی) کے اضافہ سے صفات بنائی جاتی ھیں - یہ قاعدہ بھی فارسی سے لیا گیا ھے - جیسے

डोंगर — ڈونگری (پہاڑی) दगडी — دگڑی (پتھریلا)

तोंडी — تونڈی (زبانی)

(۱۰) فارسی میں یہ قاعدہ ھے کہ اسما یا صفات کے آخر (ی) لگا کر اسمائے کیفیت (یا حاصل مصدر) بنا لیتے ھیں یہی طریقہ فارسی سے مرھٹی میں پہنچا ھے - اور مرھٹی الفاظ کے آخر میں بھی (ی) بڑھا کر اسمائے کیفیت بنائے جاتے ھیں غیر زبان کے لفظ کے ساتھ بھی جو مرھٹی میں مستعمل ھیں ' یہی عمل ھوتا ھے - مثلاً

वैद्यकी ویدکی — मांत्रिकी مانترکی — मास्तरी ماستری — दोस्ती دوستی

बहादरी بہادری — मैत्री میتری — साक्षी ساکشی — भाईबंदी بھائی بندی

कारागिरी کاراگری (کاریگری)

(۱۱) بعض اوقات مرھٹی میں اسمائے کیفیت بنانے کے لئے کی یا گی اسم عام کے آخر میں اضافہ کرتے ھیں فارسی میں اس غرض کے لئے علامت کی صرف انھیں

اسما یا صفات کے آخر بڑھائی جاتی ہے جن کے آخر ہ ہوتی ہے جیسے بندہ سے بندگی ' بیچارہ سے بیچارگی ' لیکن مرھٹی میں اس کی کوئی قید نہیں - مثلاً :

فرارکی فرارکی دینگی शाबासकी شاباسکی देणगी دینگی
पाटिलकी پاٹیلکی मास्तरकी ماسترکی बिदागी بداگی माहारकी ماھارکی
पेाटगी پوتگی निमकी نیمکی (نیم سے) पावकी پاؤ کی وغیرہ وغیرہ -

(۱۲) بعض اوقات فارسی علامات دار ' باز ' خور ' گار ' گری ' جی یا چی ' داں یا دانی ' خانہ ' بان ' وار ' مرھٹی کے الفاظ کے آخر میں بڑھائی جاتی ہیں اور وھی کام دیتی ہیں جو فارسی میں مثلاً :

दार دار दळदार دلدار तजेलदार تجیلدار ऐटदार ایٹدار
दूमदार دمدار पीळदार پیلدار

बाज باز (باج) चैनबाज چین باز कावेबाज کاوے باز
कायदेबाज کائیدے باز ऐटबाज ایٹ باز कल्लेबाज کلے باز

खोर خور बजातखोर بذات خور शंकेखोर شنکے خور उघलखोर
चहाडखोर چہاڑخور भाडखोर بھانڈ خور ادھل خور

गार گار कर्तबगार کرتب گار कामगार کامگار पाळेगार پالیگار
माहितगार ماھت گار

गिरी گری नटवेगिरी نٹوے گری फसवेगिरी پھسوے گری
मारागिरी مار گری गुलामगिरी گلام گری

جی (چی) گھڑیال جی घडयालजी

دان یا دانی چہادانی चहादाणी مچھر دان मच्छरदान

دیپ دان दीपदान پاندان पानदान

خانہ ' بھوت خانہ भूतखाना ھتی خانہ हत्तीखाना رتھ خانہ रथखाना

وار تھانے وار वार ٹھنڈے وار ठाणेवार ماسنوار धंदेवार

ماہینے وار महीनेवार مانوس وار माणुसवार

حالاں کہ ساکشی کے معنی گواہ کے ھیں لیکن اس کے ساتھہ دار کا لفظ بھی لگا دیا گیا ھے یہ عموماً انگریزی اور پرتگالی الفاظ کے ساتھہ بھی آتا ھے جیسے :

کنتراٹ دار कंत्राटदार (یعنی ٹھیکہ دار) پگار دار पगारदार (تنخواہ دار) —

(۱۳) جس طرح فارسی میں ایک لفظ کا تکرار درمیانی الف وصل کے ساتھہ ھوتا ھے اور اس سے ایک خاص معنی پیدا ھو جاتے ھیں اسی طرح مرھٹی میں بھی استعمال بکثرت جاری ھے اور یقیناً فارسی سے لیا گیا ھے - مثلاً :

توٹا توٹ तुटातूट ھانکا ھانک हांकाहांक مارا مار मारामार

ٹھوکا ٹھوک ठोकाठोक باچا باچ बाचाबाच

یہ الفاظ جن کے ساتھہ درمیانی الف وصل واقع ھوتا ھے عموما دو حرفی سہ حرفی ھوتے ھیں —

(۱۴) بہت سے الفاظ مرھٹی میں ایسے ھیں جو دو لفظوں

سے مرکب ھیں اور ان کی ترکیب فارسی حرف وصل و کے ذریعہ سے عمل میں آئی ھے بعض اس قسم کے فارسی مرکب الفاظ بھی مرھٹی میں لے لئے گئے ھیں - مثلاً :

بھارو بھار भारोभार مدھو سدھ मधोमध راتو رات रातोरात
تیرتھو تیرتھی तीर्थोतीर्थी تتو تت ततोतत راھو مال रानामोळ

(۱۵) فارسی میں بعض حروف اور الفاظ ایسے ھیں جو اسما کے شروع میں آتے ھیں اور ان کی ترکیب سے یہ الفاظ یا منفی صفات یا منفی اسمائے صفات بن جاتے ھیں مرھٹی میں بھی یہ حروف و الفاظ اسی طرح استعمال ھوتے ھیں - مثلاً :

بے بے تال बेताल بے ڈول बेडौल بے ڈھب बेढब بے ڈر बेडर
بے چوو बेचव بے سمجھ बेसमज بے دھڑک बेधडक بے در کار बेदरकार

نا نایت नायत نا پیک नापीक نا کرتے नाकर्ते نا سمجھوت नासमजूत
نا سمجھ नासमज

غیر غیر سوئے गैरसोय غیر سمجھوت गैरसमजूत غیر چال गैरचाल
غیر ریت गैररीत غیر منش गैरमनुष्य غیر سمجھ गैरसमज

لیکن عموماً اس قسم کے فارسی مرکب الفاظ بجنسہ مرھٹی میں مستعمل ھوگئے ھیں کہیں کہیں تلفظ میں کچھ فرق ھو گیا ھے یا بعض اوقات معنی میں بھی خفیف

سا فرق پیدا ہو گیا ہے - مثلاً :

(بلا شک) بیلا शक بेलाशक کم عقل कमअक्कल کم قوت कमकुव्वत

بے عقل बेअक्कल بے مان बेमान فالایق नालायक کم بختی कंबख्ती ,

(بے ایمان) غیر واجبی गैरवाजवी وغیرہ —

(۱۶) مرهٹی میں بعض الفاظ ایسے بھی پائے جاتے ہیں که فارسی لفظ کے آخر میں سنسکرت علامت ونت یا وان لگادی گئی ہے - مثلاً

نصیب وان नशीबवान عقل وان अक्कलवान दौलतवान دولت وان

غرض ونت गरजवंत عقل ونت अक्कलवंत किमतवान قیمت وان

عقل مند کے معنی فارسی میں عقل والے کے آتے ہیں لیکن مرهٹی میں اس شخص کو کہتے ہیں جس میں عقل کم ہو یہاں غالباً مند وہی لفظ ہے جو ہندی میں مندا ہے —

(۱۷) اسی طرح سے مرهٹی علامت شیر یا وائک فارسی عربی الفاظ کے آخر میں آتی ہے - مثلاً :

तऱ्हेवाईक طرح وائک (عجیب و غریب) مزے شیر (مزیدار) ہوا شیر (ہوا دار) قاعدے شیر —

(۱۸) اسی طور پر فارسی الفاظ کے آخر میں اسم کیفیت بنانے کے لئے مرهٹی علامت پنا لگا دیتے ہیں جیسے :

پاجی پنا ' سفید پنا ' نرم پنا وغیرہ —

(۱۹) سنسکرت میں تا بمعنی پن یا پنا آتا ہے مرهٹی

میں فارسی صفت کھتر کے آخر میں قا لگا کر اسم کیفیت کے معنی پیدا کئے گئے ھیں جس کے معنی کمی کے ھیں - مگر اس کی کوئی اور مثال مرھٹی میں نہیں ملتی —

(۲۰) مرھٹی میں کثرت سے ایسے مرکب الفاظ پائے جاتے ھیں جن میں ایک لفظ فارسی عربی ھے - اور دوسرا مرھٹی مثال کے طور پر چند الفاظ ذیل میں لکھے جاتے ھیں —

چلر خرچ ، نظر چوک ، بازار بھاؤ ، انگ زور ، عقل تاڑہ ، ازماس پترک (بمعنی بجت - ازماس آزمایش کا بگاڑ ھے) انگ محنت ، قاعدے پندت ، چور گشت ، رنگ محل ، راج رستہ ، نگدی (نقدی) مال ، جگم جندگی (مال منقولہ جندگی یعنی زندگی) زمین اُتپن ، جن جاھر یا جگ جاھر (جاھر یعنی ظاھر) —

(۲۱) علاوہ اس کے کثرت سے ایسے فارسی مرکب الفاظ مرھٹی میں پائے جاتے ھیں جو خاص اغراض و معانی کے لئے مرھٹہ اھل زبان نے وضع کئے ھیں اور فارسی میں ان معنوں میں استعمال نہیں ھوتے وہ صرف مرھٹی کے لئے مخصوص ھیں —

ذیل میں کچھہ الفاظ اس قسم کے لکھے جاتے ھیں —

زمین سر رشتہ یعنی (زمین کا لگان) - قرض بازاری

(جس پر بازار میں ہر جگہ قرض ہے) کلم قسائی (یعنی قلم سے دوسروں پر ظلم کرنے والا)۔ کلم بہادر۔ کاغذی جوان (دبلا پتلا)۔ خریدی خط (دستاویز خرید)۔ زمین کتبہ (دستاویز زمین)۔ سرکار جمع (سرکار میں ضبط)۔ بازار بنگاہ (بیکار لوگ۔ جو لڑائی کے کام کے نہیں)۔ غیر مرجی (غیر مرضی بمعنی خفگی)۔ کجے دلال (قضیہ دلال بہ معنی لڑاک، جو ہر ایک سے لڑتا ہے) —

(۲۲) بہت سے ایسے مرکب الفاظ ہیں جن میں ایک لفظ فارسی ہے اور دوسرا مرہٹی مگر ایک دوسرے کے مترادف ہیں اس قسم کے الفاظ کلام میں زور پیدا کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ مثلاً:

علاج اُپائے، کاٹ کسر، کوٹ قلعہ، خط پتر، خبر باتمی، گلی کوچہ، کھیل تماشا، چیز بست، تونڈ زبانی، تھانگ پتا، دانہ غلہ، دولت سمپتی، دھن دولت، دھندا روزگار، نیائے انصاف، پرانت ملک، پاندرا سفید، پینولا زرد، فوج شبندی، بل زور، بازار ہاٹ، بھیڑ روٹ، بھیٹ ملاکھت (ملاقات)، مرد مانوس (بہادر آدمی)، مگن مست، معمول وہیوات، مول مزوری، ریت رواج، ورگ وسیلہ، وات رستہ، ویل وقت، وچار مسلت (مصلحت)، شادی پراوا، سفیہنی سوبتی (صحبت)، سردار مانکری —

(۲۳) اسی طرح مرھٹی میں ایسے مرکب الفاظ بھی بکثرت مستعمل ھیں جن میں ایک فارسي دوسرا عربی ھے اور دونوں معنی مترادف ھیں - مثلاً :

عقل ھوشیاری ، آبرو عزت ، ایمان اعتبار ، علم دنیا (عالم) ، عیش آرام ، ظلم زبردستی ، فتنہ فتور ، فصل ھنگام ، بندہ غلام —

(۲۴) بعض ایسے دو لفظی مرکب الفاظ بھی پائے جاتے ھیں جن میں ایک دوسرے کی ضد ھے ان میں یا تو دونوں عربی فارسي ھوتے ھیں یا ایک مرھٹی اور دوسرا عربی یا فارسی - مثلاً

کم جاست (زیادہ) ، کم بیش (بیش) ، جمع خرچ زمین آسمان ، جاب سال (جواب سوال) ، تیزی مندی ، نفع توٹا ، نفع نقصان ، نرمادی ، بحالی برطرفی ، نرم گرم ، زنانہ مردانہ —

(۲۵) مرھٹی زبان میں کثرت سے ایسے محاورات یا مرکب مصادر پائے جاتے ھیں جو فارسی محاورات یا مرکب مصادر کا لفظی ترجمہ ھیں ، بلکہ اکثر اوقات اصل لفظ وھی رھنے دیا اور صرف مصدر کا ترجمہ کردیا ھے یہ ایک قوی ثبوت فارسی اثر کا ھے - ذیل میں اس قسم کے الفاظ بطور مثال کے درج کئے جاتے ھیں —

قسم خوردن	شپتھ کھانے	शपथ खाणें
بانگ زدن	ھانک مارنے	हांक मारणें
یاد داشتن	آٹھون راکھنے	आठवण राखणें
خالی کردن	کھالی کرنے	खाली करणें
راہ دادن	رستہ دینے	रस्ता देणें
معاف کردن	ماپھ کرنے	माफ करणें
ھلہ کردن	ھلہ کرنے	हल्ला करणें
رد کردن	رد کرنے	रद्द करणें
جمع شدن	جما ھونے	जमा होणें
بازو گرفتن	بازو گھینے	बाजू घेणें
دوستی داشتن	دوستی ٹھیونے	दोस्ती ठेवणें
تہمت زدن	تہمت گھینے	तोहमत घेणें
صحبت داشتن	صحبت ٹھیونے	सोबत ठेवणे
کلید دادن	کلی دینے	किल्ली देणें
پشتک زدن	اُڑی مارنے	उडी मारणें
منع کردن	منا کرنے	मना करणें
زیر کردن	جیر کرنے	जेर करणें
بمیدان آوردن	میداناںت آننے	मैदानांत आणणें
کمر بستن	کمر باندھنے	कमर बांधणें
ناخن گرفتن	نکھیں کاڑھنے	नखें काढणें

ظاهر ساختن	جا ھر کر نے	जाहीर करणें
زبر شدن	جبر ھو نے	जबर होणें
دست دادن	ھات دینے	हात देणें
دم درکشیدن	دم گھینے	दम घेणें
تعلیم دینے	تالیم (تعلیم) دینے	तालीम देणें
دغا دینے	دگا دینے	दगा देणें
دغا کھانے	دگا کھانے	दगा खाणें
درخواست کرنے	درکھاست(درخواست)کرنے	दरखास्त करणें
دهشت کھانے	دهشت کھانے	दहशत खाणें
داد لینا	ھاد گھینے	दाद घेणें
دعا دینا	دُوآ (دعا) دینے	दुआदेणें
درست کرنے	دُرست کرنے	दुरुस्त करणें
نقل کرنے	نکل (نقل) کرنے	नकल करणें
نظر بند کرنے	نجر بند کرنے	नजरबंद करणें
نظر لاگنے	نجر لاگنے	नजर लागणें
نمود کرنے		नमूद करणें
نصیب سکندر اسنے		नसीब सिकंदरअसणें
نکاشا (نقشه) کاڑھنے		नकाशा काढणें
(انصاف ماگنے) نیائے ماگنے		इनसाफ मागणें न्याय मागणें
نیست نابود کرنے		नेस्त नाबूदकरणें

پتہ لاونے	पतालावणें
پائملی (پائمال) کرنے	पायमल्ली करणें
پانڈھریا ور کالے کرنے	पांढऱ्यावर काळेंकरण
فرک (فرق) پڑنے	फरक पडणें .
فارکت (فارغخطی) ھونے	फारकत होणें
فکر کرنے	फिकिर करणें.
آبرو راکھنے	अब्रूराखणें.
اندازہ کرنے	अंदाजा करणें.
امانت ٹھیونے	अमानत ठेवणें.
اُمید کرنے	उमीद करणें.
کرج (قرض) گھینے	कर्ज घेणें
کسر کاڑھنے	कसर काढणें
کابج (قابض) کرنے	काबीज करणें.
کابوت (قابو) آننے	काबूत आणणें
کلا (قلعہ) سر کرنے	(किल्ला) सर करणें
خراب کرنے	खराब करणें.
خریدی کرنے	खरीदी करणें.
چاکری کرنے	चाकरी करणें
زمین درست کرنے	जमीन दोस्त करणें.
زمین آسمان ایک کرنے	जमीनआस्मान एक करणें.

جادو کرنے	जादू करणें
زور کرنے	ज़ोर करणें
زور لاؤنے	ज़ोर लावणें
تقادا کرنے (تقاضا)	तगादा करणें
تلوار چالونے	तलवार चालवणें
تاکُب (تعاقب) کرنے	ताकुब करणें
تاجے (تازہ) کرنے	ताजे करणें
تلاش کرنے	तलाश करणें
تعلیم کرنے	तालीम करणें
فکر لاگنے	फिकिर लागणें
فتور کرنے	फितूर करणें
ماھیت کرنے	माहीत करणें
ملاما دینے (ملمع)	मुलामा देणें
لاچار ھونے	लाचार होणें
شابوت اسنے یا ثابوت اسنے	शाबूत (साबूत) असणें
ثابت اسنے (ثابت)	साबित असणें
سفارش کرنے	शिफारस करणें
حق لاؤنے	हक लावणें
حکم کرنے	हुकुम करणें

(٢٦) جدید خیالات یا قانونی اصطلاحات وغیرہ کے اظہار کے لئے یا تو فارسی عربی الفاظ لے لئے گئے ھیں یا

عربی فارسی کی امداد سے نئے الفاظ وضع کئے گئے ہیں ۔ ذیل میں اس قسم کے الفاظ درج کئے جاتے ہیں جن کا مطالعہ دلچسپی اور فائدے سے خالی نہ ہوگا ۔ اُردو کے اہل زبان غور کریں کہ مرہٹے تو ان جدید الفاظ و اصطلاحات کو فارسی عربی الفاظ کے ذریعہ سے ظاہر کرتے ہیں اور ہم ابھی تک انگریزی الفاظ کے دلدادہ ہیں —

توضیح	مرہٹی لفظ اردو تحریر میں	مرہٹی
فطری حق	نے سرگک حق	नैसर्गिक हक
اقبال یا اقبالی جواب	قبولی یا قبولی جباب	कबूली ; कबूली जबाब
مقطعہ	مکتا	मक्ता
سرزور	شرزور	शिरजोर
قانون انعقاد مجالس	سبھا بندی چا قاعدہ	सभाबंदीचा कायदा
قانون اسلحہ	ہتیارا چا قاعدہ	हत्याराचा कायदा
آئینی — قانونی یا از روئے قانون	سندشیر	सनदशीर
مطابق قانون	قاعدے شیر	कायदे शीर
تعمیل وصیت	عمل بجاونی	अंमल बजावणी

توضیح	مرہٹی الفاظ اردو تحریر میں	مرہٹی
انتظامی سررشتے	عمل بجاونی کھاتے	अंमल बजावणी खातें
خود غرض	آپ مطلب	आप मतलबी
دستاویز انعام	انعام پتر یا انعام خط	इनाम पत्र : इनाम खत
	یک طرفی فیصلہ یا	एकतर्फी फैसला
	یک طرفی انصاف	एकतर्फी निकाल
وہمی بہ معنی مشتبہ ہے	وہمی پڈھاری	वहमी पुढारी
قبولیت	قبولایت	कबूलायत
بہت ہشیار وکیل	قاعدے پنڈت	कायदेपंडीत
قانونی شخص	قاعدے باز	कायदेबाज
ضامن	جامن	जामीन
گوشوارہ حلیہ	چہرے پٹی	चेहरे पट्टी
جمع بندی	جمع بندی	जमाबंदी
ظاہر	جاہرات	जाहिरात
ضمانت نامہ	جامن کتبہ	जामीन कतबा
ضلع	جلہا	जिल्हा
مستقل ۔ ثابت قدم	ٹیک دار	टेकदार

مرہٹی	مرہٹی لفظ اُردو تحریر میں	توضیح
नजरकैद	نظر قید	قید محض
सक्त मजूरीची शिक्षा	سخت مزوری چی شکشا	قید با مشقت
नगदी शिरस्ता	نقدی شررستہ	نقد لگان
फिर्याद ; दावा	فریاد - دعوی	مقدمہ
फिर्याद ; दावा लावणें	فریاد لاونے دعوی لاونے	مقدمہ دائر کرنا
फेर बदल ; फेर बदली	پھیر بدل ' پھیر بدلی	تبادلۂ اشیاء
फेर मोबदला	پھیر موبدلہ	مبادلہ
मसलती	مصلتی (مصلحتی)	عیار
राजरस्ता	راج رستہ	شاہ راہ عام (شارع عام)
राजकारस्थान	راج کارستان	سیاسیات (پالٹیکس)
लगत मजकूर	الگت مذکور	مسلسل عبارت (جو فقرے فقرے الگ نہ ہو)
मुद्दा	مدا (مدعا)	امر (امر زیر بحث)

مرھٹی	مرھٹی لفظ اردو تحریر میں	توضیح
जुलमी	ظلمی	مطلق العنان
नाहक	ناحق	بلاوجہ
मर्दानी पणा	مردانی پنا	جوش مردانہ پن۔ غیرت حمیت
खच्ची करणें	کھچی کرنے	خصی کرنا
गुमान	گمان	گمان
बेगुमान पणानें	بیگمان پنانے	غیر ذمہ دارانہ طور پر
खातर पर्वा	خاطر پرواہ	
कारखाना	کار خانہ	
प्रांतिक सरकार	پرانتک سرکار	صوبہ‌داری حکومت
हिन्दुस्थान सरकार	ھندوستان سرکار	حکومت عالیہ
सरकार	سرکار	حکومت
बेजबाबदार	بے زواب دار (زواب یعنی جواب	غیر ذمہ‌دار
जुल्म , जुलमी	جلمی (ظلمی) پدھتی چی	مطلق العنان حکومت
पद्धतीचें राज्य	راج یا ظلم	
जुल्म	جلم	ظلم
दडप शाही	دڑپ شاھی	استبدادی حکومت

توضیح	مرھٹی الفاظ اردو تحریر میں	مرھٹی
مکان یا دیواروں پر سفیدی کرنا	سفیدی	सफेदी
ظالم	جلمی	जुलमी
جابر جماعت عہدہ داران	جلمی ادھی کاری ورگ	जुलमी अधि कारी वर्ग
	رد کرنے	रद्द करणें
غلامی	گلام گیری	गुलामगिरी
	دعا دینے	दुवा देणें
اشارہ	اشارت	इशारत
اعلان	جاھر نامہ	जाहिरनामा
سیاسی حقوق	راجکی حق	राजकीय हक
ذمہ داری	زوابداری (جوابداری)	जबाब दारी
سختی	سکتی	सक्ती
فائدہ اٹھانا یا حاصل کرنا	فائدے گھینے	फायदा घेणे
	حق	हक
ظالمانہ حکومت	ظلمی ستا	जुलमी सत्ता
مرھٹی میں اس کے معنی مدبر اور پالٹیشین کے ھیں	متصدی	मुत्सद्दी

مرہٹی	مرہٹی الفاظ اردو تحریر میں	توضیح
खुषमस्करे ; खुशामती	خوش مسخرے ۔ خوشامتی	خوشامد
सरकारी कायदा	سرکاری قاعدہ	قانون ملک
जबानी	جبانی (زبانی)	شہادت
साक्ष	ساکش	شاہد
जबाब	زواب (جواب)	اظہار
बादशाही अंमल	بادشاہی عمل	حکومت شاہی
राज्यकारभार	راجیہ کار بھار	انتظام سلطنت
आपमतलबीपणा , अप्पल पोटेपणा	آپ مطلبی پنا	خود غرضی
लष्करी सत्ता	لشکری ستّا	فوجی قوت
दहशत बसवण्या	دہشت بسونیا کرنا	رعب داب بٹھانے کا
कारितां केलले	کیلیلے	
कायदे	قاعدے	قانون
वहमी	وہمی	مشتبہ
सलामी	سلامی	
सरकत वांटणी	سرکت وانٹنی	مشارکت
नफा तोटा	نفع توٹا	نفع نقصان
फौजदारी	فوجداری	
दिवाणी	دیوانی	

توضیح	مرھٹی الفاظ اردو تحریر میں	مرھٹی
محکمہ مالگزاری	ملکی کھاتے	मुल्की खाते
فیصلہ	فیصلا	फैसला
وکالت نامہ	وکیل پتر	वकील पत्र
حکومت جور	سلطانی عمل	सुलतानी अंमल
عبور دریائے شور	حدّ پاری	हद्दपारी
میوۂ تلخ	زھری پھلے	जहरी फळें
تدبیر - مدبری	متصدی گری	मुत्सद्दीगिरी
رعیت داری طریقہ	رعیت واری پدھت	रयतवारी पद्धत
زمینداری طریقہ	زمینداری پدھت	जमीनदारी पद्धत
طریقۂ بند و بست استمراری	قایم دھارے چی پدھت	कायमधाऱ्याची पद्धती
عہدہ دار	عملدار	अमलदार
	حق شیر ' حق دار	हक्कशीर, हक्कदार
غیر آئینی	غیر سندی	गैरसनदी
محصول	سنورکشک جکات (زکوۃ)	संरक्षक जकात
میوئی سلپتی	سولتی چی جکات (زکوۃ)	सवलतीची जकात
(محکمہ صفائی)		शहर सफाई खाते
چندہ دھندہ	ورگنی دار	वर्गणीदार

توضیح	مرهٹی لفظاردوتحریرمیں	مرهٹی
ضبط سرکار	سرکار زما (زما یعنی جمع)	सरकार जमा
	نامدار	नामदार
	نیک نامدار	नेक नामदार
ایجسلیٹیوکونسل (مجلس وضع قوانین)	قاعدے کونسل	कायदे काउन्सील
غیر ذمہ دار	بے درکار	बेदरकार
پولیس تعزیری	جادا (زیادہ) پولیس	जादा पालिस

(۴۷) فارسی عربی کے بہت سے ایسے لفظ هیں جو مرهٹی میں مستعمل تو هیں مگر ان کے معنوں میں کم و بیش فرق آگیا هے - مثال کے طور پر ایسے لفظ ذیل میں درج کئے جاتے هیں —

अगर	اگر	مرهٹی میں اگر کے معنی یا کے آتے هیں -
अद्दल	عدل	مرهٹی میں اس اس کے معنی " سبق ملنے " عبرت حاصل هونے یا خفیف سی سزا کے هیں -
आमदानी	آمدانی	مرهٹی میں اس کے معنی عہد یا زمانہ کے هیں جیسے عہد مغلیہ وغیرہ -
इतराजी	اِتراجی	یعنی اعتراض - نا خوشی کے معنوں میں آتا هے -

इब्रत	عبرت	بمعنی اثر ، اعتبار
इब्रतदार	عبرتدار	صاحب اثر
इमला	املا	بمعنی عبارت ، شاید یہ وهی لفظ ہے جو اُردو میں املا یا عملہ ہے
इरसाल	ارسال	بمعنی عمدہ ، بہترین - شاید یہ معنی اس وجہ سے پیدا ہوگئے هیں کہ جو چیز بھیجی جاتی ہے وہ اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے - اسی طرح سے اُردو میں " تحفہ " کے معنی اعلیٰ درجہ کی شے کے ہوگئے هیں —
उम्मेदवार	اُمیدوار	بمعنی نو جوان - غالباً اس لئے کے اُمید زیادہ تر نو جوانی کے ساتھہ ہے اور اُمیدوار اکثر نو جوان ہوتے هیں -
कतब	کتبہ	بمعنی دستاویز
कजाग	قزاق	سرکش
कारस्थान	کارستھان	منصوبہ
किफायत	کفایت	فائدہ ، تجارتی نفع ، چوں کہ کفایت کا نتیجہ فائدہ ہوتا ہے
खलबत	خلبت	یعنی خلوت ، راز کی بات چیت
खास	خاص	بلاشبہ ، یقیناً
खाशी	خاشی	خاص یا خاصا سے بمعنی خوب ، شاباش

मराठी	اردو	معنی
खुलासा	خلاصہ	بمعنی تشریح و توضیح (اُردو فارسی کے معنی کی ضد)
खुशाली	خوش حالی	
गप	گپ	خاموش
गिल्ला	گلہ	سخت شکایت
चमन	چمن	راحت و عیش
छान	چھان	یعنی شان، خوبصورت اور دلکش کے معنوں میں آتا ھے
जहाँबाज	جہاں باز	یعنی جاں باز بہ معنی سرکش سرزور
जालिम	جالم	یعنی ظالم بہ معنی تیز۔ گلو سوز، عموماً دواؤں وغیرہ کے لئے استعمال ھوتا ھے۔ ظالم کے معنوں میں مرھٹی میں ظلمی استعمال ھوتا ھے۔
जिकीर	جکر	یعنی ذکر، مرھٹی میں اس کے معنی بیزاری کے ھیں یعنی جس کا بار بار ذکر کیا جاتا ھے اس سے جی بیزار ھو جاتا ھے
जिंदगी	جندگی	معاشی جائداد
जिनगी	جنگی	
जिंदगानी	جندگانی	
जिनगानी	جنگانی	

तजवीज	تزویز	تدبیر، انتظام، مداوا
तमाशा	تماشا	مرھٹی میں لڑکے کے ناچ کے لئے استعمال ھوتا ھے —
तुफान	طُفان	بگولے کے معنی میں مستعمل ھے
दर्दी	دردی	یہ لفظ درد سے ھے مگر ماھر فن کے معنوں میں آتا ھے اس لئے کہ کسی چیز کا درد اسی کو ھوتا جو اُسے سمجھتا بھی ھے —
दसखत-दस्तक	دستخط، دستک	دستخط کے معنی پروانہ، پروانہ راہ داری، گورنمنٹ کی طرف سے چنگی کی معافی
दाखल	داکھل	یعنی داخل اس کے معنی فرض کرلئے جانے کے ھیں
दाखला	داخلہ	داخلہ، مثال، توضیح، مشاھدہ
दानत	دانت	(دیانت سے) اخلاقی خوبی
दावण	داون	(یعنی دامن) ایک قطار میں باندھنا (جیسے مویشیوں کو)
पन्हा	پنھا	(یعنی پنہا) کپڑے وغیرہ کا عرض
पर	پر	رواں
परागंदा	پراگندہ	وہ لوگ جنھوں نے اپنا وطن ترک کر دیا ھے

पसंत	پسنت	عمدہ ، اچھا
पोक्त	پوکت	یعنی پختہ بمعنی عمر رسیدہ ، آزمودہ اور وزنی راے اور مشورہ کے لئے بھی مستعمل ہے ۔
फंद	فند	جھگڑا ، بکھیڑا جیسے میں ایسے جھگڑوں یا بکھیڑوں میں نہیں پڑتا
फर्मास	فرماس	(فرمایش) عمدہ ، نفیس
फाजील	فاجیل	فاضل آگے آگے ، پیش پیش ، اس میں ہمیشہ ذم کا پہلو ہوتا ہے
फेरिस्ता	پھرستہ	فرشتہ ، مسافر
नादार	نادر	
नामदार	نامدار	کونسل کے آنریبل ممبر
नामोहरम	نامو ہرم	(نا محروم ۔) کشتہ جنگ ۔ غالباً یہ نا محروم ہے ۔ جسے عوام بجاے محروم کے استعمال کرتے ہیں ۔ مرہٹی میں اس کے خاص معنی ہوگئے ہیں ۔
निखालस	نکھالس	(نخالص) بمعنی خالص
नेकनामदार	نیک نامدار	رائٹ آنریبل
मखखी	مکھی	مخفی ، خاص بات
मजलीस	مجلس	ناچ رنگ اور تماشے کا مجمع
मतलब	مطلب	غرض

मतलबी	مطلبی	خود غرض
मातबुर	ماتبر	(معتبر) دولت مند
मातबरी	ماتبری	(معتبری) اهمیت
मामलत	ماملت	معاملات ، اهمیت
मायना	مائنه	معلوم هوتا هے که یه لفظ عنوان سے بگڑ کر بنا هے اس کے معنی مرهٹی میں القاب و مزاج پرسی کے هوتے هیں جو خط کے ابتدا میں لکھتے هیں ـ
मिरकीन	مسکین	بد معاشی
मुकादम	مکادم	مقدم ، مزدوروں کی جماعت کا سردار ـ
मुबलक	مبلک	(مبلغ) بہت ، کثیر ، جاندار و بیجان دونوں کے لئے مستعمل هے
मुभा	مبھا	(مباح) اجازت
मोहरा	مہرہ	فوج کے حصه هر اول کا سردار
मौज	موز	(موج) لطف ، مزہ ، تماشا
यंदा	یندہ	(آیندہ) سال رواں
यादी	یادی	یاد ، یاد داشت ، فهرست
रदबदली	ردبدلی	(رد و بدل) شفاعت یا سفارش (کیوں که سفارش میں طرفین سے کہنا سننا پڑتا هے)
रग	رگ	تکبر تجھتو

वस्ताद وستاد اُستاد ، هوشیار ، کامل ، اُستاد فن (معلم کے معنی میں نهیں آتا سوائے گانے ، ناچنے ، اور ورزش وغیرہ کے معلم کے)

वासलात واصلات کسی معامله کا آخری تصفیه

शर्यत شریت (شرط) بمعنی دوڑ ، مسابقت

शिकस्त شکست انتهائی کوشش

शिक्का شکا سکه مهر وغیرہ کا نقش یا چهاپ

सद्दीचाजोर سدی چازور اقبال

समई سمی (شمع) فتیله سوز (پتیل کا بنا هوا)

सुमार سمار (شمار) تخمیناً یا طرف

सईल سئیل سہل ، ڈهیلا

हमी همی ذمه داری - غالباً یه لفظ آهم یا اهمیت کا بگاڑ هے

हलाख هلاک بہت کمزور

हलाखी هلاکهی کمزوری - ناتوانی

हाल حال جسمانی یا روحانی تکلیف

हिकमत حکمت ترکیب

हिमायत حمایت قوت

हैवान حیوان کم زور

हैास هاؤس (هوس) خواهش ، شوق ، (اس میں ذم کا پهلو کبهی نهیں هوتا)

(۲۸) ضرب الامثال قوم کے حقیقی خیالات اور خصائص کو ظاھر کرتی ھیں اور اُن کی زبان بھی ٹھیٹ ھوتی ھے ۔ ذیل میں ھم کچھہ مرھٹی ضرب الامثال لکھتے ھیں جن کے دیکھنے سے معلوم ھوگا کہ اُن میں فارسی الفاظ کس بے تکلفی سے استعمال کئے گئے ھیں ۔ اس سے ظاھر ھوتا ھے کہ فارسی کا اثر مرھٹی زبان میں کہاں تک سرایت کر گیا تھا ۔ اس میں بعض فارسی ضرب الامثال کا ترجمہ ھیں ۔ فارسی عربی الفاظ پر خط کھینچ دیا ھے —

فہرست ضرب الامثال

(१) ज्याला नाहीं अक्कल, त्याची घरोघरीं नक्कल — عقل ۔ نقل

(२) आधी जातें अक्कल, मग जाते भांडवल — عقل

(३) खुदा रंजीस, मशीद रंजीस — خدا رنجس (رنجیدہ) مشید (مسجد) رنجس

(४) माणसाची हिंमत, खुदाचीमदत — ھمت ، خدا ، مدد

(५) जशी नीयत, तशी बरकत — نیت ، برکت

(६) मिया बीबी राजी, काय करील काजी — میاں بی بی راضی کاے کریل قاضی

(७) मिया मुठ भर, दाढी हात भर — میاں موٹھہ بھر داڑی ھاتھہ بھر

(८) चोर तो चोर, आणि शिरजोर — سر جور (سرزور)

(९) धन्याला धतूरा, चाकराला मलीदा	چاکر
(१०) धन्याचें नांव गण्या चाकराचें नांव रुद्राजी बुवा	,,
(११) जुलमाचा राम राम	ظلم
(१२) तेली जमवी धारोधार, खुदा नेतो एकच वार	جمع (جمع) خدا - بار
(१३) गरजवंताला अक्कल नाहीं	گرج ونت (غرض مند)
(१४) कसायाला गाय धार्जिणी	قصائی
(१५) हलवायाचे घरावर तुलसी पत्र	حلوائی
(१६) साधली तर शिकार, नाहीं तर भिकार	شکار
(१७) घोडा मैदान जवळ आहे -	میدان
(१८) चुकला फकीर मशादात	فقیر ' مشید (مسجد)
(१९) ताज्या घोडयावरच्या गोमाशा	تازہ
(२०) आजा मेला नातू जाला जमाखर्च बरोबर.	جمع خرچ برابر
(२१) आदा पाहून खर्च करावा	خرچ
(२२) एक नूर आदमी दस नूर कपडा	ایک نور آدمی دس نور کپڑا
(२३) कर्ज फार त्याला लाज नाही, उवा फार त्याला खाज नाही	قرض
(२४) करणी कसाबाची, बोलणी मानभावाची	قصاب
(२५) हाता पायाची काहिली, तोंडांत काय जाईल	کاہلی
(२६) काणा कैफती, आंधळा हिकमती	کیفیتی - حکمتی
(२७) पायींची वाहन, पायाच छान	چھان (شان)
(२८) ब्राह्मण्याचे व्हावें चाकर, पण मुर्खांचें होऊं नये धनी	چاکر

(२९)	आपला दाम खोटा , दुसऱ्याशीं का झगडा ?	دام
(३०)	दुरून डोंगर साजरे	
(३१)	तोंड पाहून मुशारा , घोडा पाहून दाणा . (مشورہ)	مشارا
(३२)	उपर से खूब बने , अंदरकी राम जाने اندر	کھوب (خوب) '
(३३)	चाकराला चुकर , चुकराला येसकर	چاکر
(३४)	दाम करी काम	دام ' کام
(३५)	हाजिर तो वजीर	حاضر ' وزیر
(३६)	कोल्हा काकडीला राजी	راجی (راضی)

ضرب المثل نمبر (۱۷) فارسی کی اس ضرب المثل کا لفظی ترجمہ ہے ہمیں میداں ہمیں گوے نمبر (۴) فارسی کی ضرب المثل ہمت مرداں مدد خدا کا لفظی ترجمہ ہے (مانساچی ہمت خداچی مدت) ضرب المثل نمبر (۳۵) حاجر (حاضر) تو وزیر —

چکلا فکیر مشیدیت (مشید یعنی مسجد)
اُردو - ملاکی دوڑ مسیت تک ۔

نمبر (۶) میاں بیوی راجی (راضی) کاے کریل کاجی (قاضی) مشہور مثل ہے —

(نمبر ۷) جسی نیت تسی برکت (معنی ظاھر ھیں)

(نمبر ۸) چور تو چور آنی سرزور (یعنی چوری اور سینہ زوری)

(۴۹) ابتدا میں یہ لکھہ چکا ھوں کہ دفتری کار و بار میں فارسی، عربی الفاظ بہ کثرت استعمال ھوتے تھے اس کا ایک ثبوت ان خطابوں سے بھی ملتا ھے جو ھندؤں نے وقتاً فوقتاً اپنے امیروں اور سرداروں کو عطا کئے۔ مثلاً

راجہ رام (سنہ ۱۶۸۹ ع تا سنہ ۱۷۰۰) شیواجی کے فرزند ثانی نے اپنے برھمن وزیر رام چندر پنت اماتیہ کو " حکومت پناہ " کا خطاب عطا فرمایا۔ اس کی اولاد اب تک کولھا پور ریاست میں اس خطاب و جاگیر کے ساتھہ ممتاز ھے۔

اسی راجہ نے ایک سردار اداجی چوھان کو " ھمت بہادر " اور " مملکت مدار " کا خطاب دیا۔

سنتاجی گھور پڑے کو " ضبط الملک " کا خطاب ملا۔ یہ ایک بڑا بہادر مرھٹہ سردار تھا اور جب راجہ رام کو جنجی کے قلعہ میں مغلوں نے محصور کرلیا تھا تو اس نے اور دھناجی جادھو نے مغلوں کو بہت کچھہ ستایا تھا۔

سنتاجی پانڈھرے کو اسی راجہ نے " شرف الملک " کے خطاب سے ممتاز کیا۔

کھنڈوجی نکم کو " شمشیر بہادر " ایک دوسرے مرھٹہ سردار کو " ھمت راؤ " ھیبت راؤ نمبالکر کو " سر لشکر " گھور پڑے کو " ھندوراؤ " کھنڈے راؤ دابھاڑے کو " سینا خاص خیل " کے خطاب عطا کئے۔

اب سیواجی مہاراج کے خطابات ملاحظ فرمائیے -
اُس نے اپنے سپہ سالار هنساجی موهیتے کو " سرلشکر "
کا خطاب عطا فرمایا —

اپنے وزیر کو پیشوا کا مشہور خطاب دیا - اگرچہ سنہ
۱۶۷۴ ع میں شاهی شان اختیار کرنے کے بعد یہ خطاب
بدل دیا گیا مگر تهوڑے هی دنوں کے بعد اُس نے پهر
عود کیا اور شیواجی کی قوت بهی اُس کی مقبولیت کو
نہ دبا سکی اور آج تک شیواجی اور اُس کے جانشینوں
کے وزیر اسی نام سے یاد کئے جاتے هیں - پنت پردهان
کا جو اس کے بجائے قایم کیا گیا اُس کے سامنے
رونق نہ پاسکا —

شیواجی کے اُن فوجی عہدہ داروں کو جو جنرل کا درجہ
رکهتے تهے " سیناپتی " کا خطاب حاصل تها - راجہ شاهو
(سنہ ۱۷۰۸ ع تا سنہ ۱۷۴۸ ع) نے بهی اپنے عہد میں
اسی قسم کے مفصلہ ذیل خطابات عطا کئے —

۱ — گائیکواڑ بڑودہ کو " سینا خاص خیل " اور
بعد ازاں سنہ ۱۷۱۲ ع میں " شمشیر بہادر "
کا خطاب عطا فرمایا - مہاراجہ گائیکواڑ اب تک
ان خطابات کو فخر و عزت کے ساتهہ اپنے نام
کے ساتهہ استعمال کرتے هیں —

۲ — خاندان بهوسلہ (ناگپور) کے بانی کو " سینا
صاحب صوبہ " —

۳ - آنگرے کو جو مرھٹہ حکومت کے امیرالبحر اور ساحل کوکن کے امیر تھے "سرخیل" اور "وزارت مآب" کا خطاب ملا —

۴ - وٹھل شیودیو کو جو برھمن سردار تھا خطاب "راجہ بہادر" —

۵ - بابوراؤ دابھاڑے کو "سینا خاص خیل" —

۶ - دیوجی کو "ھندوراؤ" اور "سرلشکر" —

۷ - یسونت راؤ کو "خاص خیل" —

اور اسی قسم کے بہت سے خطابات مختلف اشخاص کو دیئے۔

اسی طرح اس امر کا بیان بھی دلچسپی سے خالی نہ ھوگا کہ مسلمان فرماں راؤں نے اگرچہ اپنے ھندو اُمراء کو فارسی خطابات بہ کثرت دیئے ھیں لیکن اُن کی قومیت کے لحاظ سے کبھی کبھی سنسکرت خطابات بھی عطا کئے ھیں اس سے باھمی رواداری کا پتہ لگتا ھے۔ مثلاً شاھان بہمنی نے گھاٹگے خاندان کے سردار کو "سرجے راؤ" کا خطاب عطا کیا اسی طرح ابراھیم عادل شاہ بیجاپور نے سنہ ۱۶۲۶ ع میں اُسی خاندان کے سردار بالاجی گھاٹگے کو "زھنزار راؤ" کا خطاب * دیا —

---

* گرانٹ ڈف نے اپنی تاریخ مرھٹہ میں لکھا ھے کہ یہ خطاب ناگوجی گھاٹگے کو دیا گیا تھا۔ لیکن یہ صحیح نہیں ھے —

سنہ ۱۶۲۰ ع میں ابراھیم عادل شاہ نے شیواجی کے خسر مادھوجی نمبالکر کو نائک کا خطاب دیا ـــ

شولاپور کے قریب سلطنت بیدر و بیجاپور میں جو لڑائی ھوئی اُس میں سدھوجی مانے نے کارنمایاں کیا اور ابراھیم عادل شاہ نے اُس کی بہادری سے خوش ھو کر اُسے " باجی " کا خطاب عطا کیا ۔ اور اُس کے برھمن سکرٹری نرسھوں کیسکر کو " وشواس راؤ " (معتمد راجہ) کا خطاب ملا ـــ

اورنگ زیب کی طرف سے ناگوجی نے کو " راجہ " کا خطاب ملا اور مورچھل مرحمت ھوا ـــ

سنہ ۱۶۵۸ ع میں اورنگ زیب نے رگھو ناتھہ کھتري کو " راجہ رائے رایاں " کا خطاب عطا فرمایا ـــ

اسی شہنشاہ نے تلوک چند نامی بنئیے کو " راجہ " اور " رائے رایاں " کا خطاب مرحمت فرمایا ۔ یہ خطاب اُسے اُس موقع پر ملا تھا جب کہ اُس نے پہاڑ سنگھہ کو جو بادشاہ کے بیٹے اعظم شاہ کو ھلاک کرنا چاھتا تھا قتل کیا تھا ـــ

ھیمو کو اُس کے آقا نے " وکرماجیت " کا خطاب دیا تھا ـــ

عادل شاہ کے برھمن دفتر دار کا خطاب " دیانت راؤ " تھا ـــ

سنہ ۱۵۲۲ ع میں نظام شاہ سلطان احمد نگر نے جنجیرہ کے رام پٹیل کو " اعتبار رائے " کا خطاب اور چھتر اور

نشان عطا فرمایا - یہ شخص احمد نگر آگیا اور اس کے بعد مسلمان ہوگیا - یہ ذات کا کولی (ماھی گیر) تھا - یہ چھتر اور نشان وغیرہ اب تک اس کے خاندان میں موجود ھیں (تاریخ جنجیرہ از بھوسلے) —

جاولی (قریب مہابلیشور) کے خاندان مورے کو شاہان بیجاپور کی طرف سے " چندر راؤ " کا خطاب تھا - شاہ عالم نے مادھو راؤ ثانی کو " وکیل مطلق " کا خطاب عطا کیا تھا - اور مادھو راؤ سندھیا کو " عالی جاہ بہادر " اور " فرزند ارجمند " کا خطاب مرحمت ہوا تھا —

" راجہ راؤ رمبھا " جادھو خاندان کے اس سردار کا خطاب ھے جو ساھو مہاراج سے ناراض ھوکر مغلوں کے پاس آگیا تھا - یہ خطاب نظام الملک آصف جاہ اول نے عطا کیا تھا - یہ خاندان اب تک حیدرآباد دکن میں ھے —

نظام علی خاں بہادر نے نانا فرنویس کو " مدارالمہام " کا اور پیشواؤں کے برھمن جنرل ھری پنت پھڑ کے کو " وزارت مآب " کا خطاب دیا —

نظام علی خاں بہادر نے اپنے وزیراعظم وتھل سندر کو " راجہ پرتاپ ونت " کا خطاب عطا کیا - یہ شخص مرھٹوں سے راکشش بھون میں (سنہ ۱۷۶۳ ع میں) لڑتے ھوئے مارا گیا -

راجہ رائے رایان کا خاندان اب تک حیدرآباد میں ھے اور یہ خطاب بھی اس سلطنت کا عطا کیا ھوا ھے -

اس خاندان کے سردار وهاں کے اُمرائے عظام میں سے هیں –

اسی طرح سرکار نظام کی طرف سے " دهرم ونت " " آصف نواز ونت " وغیرہ خطابات وهاں کے هندو اُمرا کو عطا هوئے هیں —

اگرچہ یہ کسی قدر غیر متعلق ہے، لیکن اس کا معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نهیں کہ جب اعظم شاہ نے کچھہ آم اورنگ زیب کو بهیجے تو بادشاہ نے اُن کے نام " سدهارس " اور " رَسناوِلاس " رکھے یہ دونوں نام ٹھیٹ سنسکرت کے دو لفظ هیں —

ذیل میں هم شیواجی کے بڑے بڑے عهدوں کے نام درج کرتے هیں ان کے دیکھنے سے یہ معلوم هوگا کہ جس وقت شیواجی مہاراج نے شاهی کا لقب اختیار کیا اور تاج پہنا، اس وقت ان عهدوں کے کیا نام تھے - اور تاج پوشی (سنہ ۱۶۷۴ ع) کے بعد یہ نام بدل کر کیا هوگئے - اس سے ظاهر هوتا ہے کہ تاج پوشی کے بعد سے شیواجی مہاراج کے خیالات میں کیا تغیر پیدا هوگیا تھا - اگرچہ یہ ایک معمولی سی بات ہے لیکن انهیں معمولی باتوں سے انسان کی طبیعت اور اُس کے کاموں کا اندازہ هوتا ہے —

قبل تاج پوشی	پنت پردھان	عہدہ کی تصریح
پیشوا	پنت پردھان	وزیر اعظم
موزمدار	پنت آماتیہ	معتمد مالگزاری ' وزیر مالیہ و صدر محاسب
سورنس	پنت سچیو	صدر دفتر
واک نیس	منتری	پرائیویٹ سکرٹری
سر نوبت	سینا پتی	سپہ سالار
دبیر	سومنت	وزیر خارجیہ

ان کے علاوہ " پنڈت راؤ " وزیر امور مذہبی اور " نیا یادھیش " چیف جسٹس کے عہدہ کا نام تھا ۔ یہ نام تاجپوشی کے بعد تجویز ہوئے تھے ۔ ان عہدوں کے نام سے صاف ظاہر ہے کہ قبل تاج پوشی تمام فارسی تھے اور اُس کی بعد بدل کر سنسکرت کردیئے گئے —

" موزمدار " غالباً موازنہ دار اور " واک نس " واقعہ نویس ہے —

اسی طرح ایک عہدہ پارسی نس تھا جو اصل میں فارسی نویس ہے ۔ اور یہ بھی شیواجی مہاراج سے لے کر سنہ ۱۸۴۸ ع تک ان کے خاندان میں ایک عہدہ تھا —

(۳۰) دفتری ' فوجی اور انتظامی معاملات و کاروبار سے نکل کر فارسی الفاظ معاشرت اور تمدن میں داخل

ہوئے اور ان کی رسائی یہیں ختم نہیں ہوئی بلکہ اعلام یعنی اشخاص اور خاندانوں کے نام تک اُن کے اثر سے نہ بچ سکے۔ ذیل میں ہم ایسے اعلام کی ایک مختصر فہرست درج کرتے ہیں —

شیخ جی راؤ — کوکن کے ایک فرماں روا انگرے کا نام تھا —

ہیبت راؤ — شیواجی کے ایک جنرل (سپہ سالار) کا نام تھا اور خطاب "سر لشکر" تھا —

سرفوجی راؤ — یہ لفظ درحقیقت شریف جی ہے۔ مرھٹے اس کا تلفظ سرفوجی اور بعض انگریز مورخ سر بوجی تلفظ کرتے ہیں۔ یہ شاہ جی کے بھائی یعنی شیواجی کے چچا کا نام تھا۔ شاہ جی کی خاندان کی جو شاخ تنجور میں تھی اُس میں سرفوجی نام کے دو فرماں روا گزرے ہیں —

شاہ جی — شیواجی کے باپ کا نام تھا۔ شیواجی کے خاندان کی جو شاخ کولھاپور میں ہے اُس میں کئی راجوں کا نام شاہ جی تھا۔ حال راجہ کولھاپور کے ولیعہد کا نام بھی شاہ جی ہے —

فتح سنگ راؤ — حال مہاراجہ گائکیواڑ کے فرزند اکبر کا نام تھا جس کا چند سال ہوئے انتقال ہوگیا خاندان اکلکوٹ کے بانی کا نام بھی یہی تھا —

سیاجی راؤ — ریاست بڑودہ کے کئی فرماں رواؤں کا نام سیاجی راؤ تھا یہ لفظ غالباً سیام جی راؤ ھے - سیام نام یا لقب کے ایک بزرگ گزرے ھیں جو مرشد مانے جاتے تھے —

دولت راؤ — حال مہاراجہ سندھیا کا نام ھے - اس سے قبل بھی مہادجی سندھیا کے بیٹے اور راجہ کا نام بھی یہی تھا - ان کے علاوہ ایسے بہ کثرت نام ھیں مثلاً " صاحب " سلطان راؤ " دیانت راؤ ھندوراؤ (گوالیار کے ایک سابق وزیر اعظم کا نام) جان راؤ ' دریاجی راؤ ' ھیبت راؤ (حاجب راؤ) خاصے راؤ' نصیب راؤ ' رستم راؤ - پیرجی راؤ وغیرہ وغیرہ —

لیکن ان سب میں پر لطف اور دلچسپ نام وہ ھے جو تنجور کے راجہ تلاجی راؤ نے جو شیواجی کے بھائی راجہ وینکوجی کی خاص اولاد سے ھے اور جس کی حکومت (سنہ ۱۷۶۳ء سے سنہ ۱۷۸۷ء) تک رھی اپنے بیٹے کا رکھا تھا - یہ نام " عبدالپرتاپ راؤ " ھے —

اسی طرح مرھٹے اور برھمن خاندانوں کے نام بھی ھیں - مثلاً پیشوا ' واکنیس (واقعہ نویس) پھرنس (فردنوس) سرنس (سرنویس) کارکھانس (کارخانہ نویس) چِٹنیس (چِٹ نویس) کوت نس ' فرزند ' دفتردار ' حوالدار ' صراف

مشرف ' دیوان ' خاصگی والا ' صوبہدار ' سردار ' سردیسائی '
سردیسمکھہ ' قلعہ دار وغیرہ وغیرہ —

(۳۱) جس طرح خطاب اور اعلام تک فارسی کے زیر اثر آگئے تھے اسی طرح خطوط میں آداب و القاب کا رنگ بھی فارسی آمیز تھا —

دولت آباد کے شاہی خاندان یادو کے وقت کے خطوط مرھٹی زبان میں دستیاب نہیں ہوتے سنسکرت کے ایک دو ڈراموں میں جو ایک ایکٹر نے دوسرے کو خط لکھے ہیں اُن میں آداب و القاب و مزاج پرسی وغیرہ کچھہ نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریقہ بعد میں رائج ہوا —

سنہ ۱۶۵۶ ع میں سلطنت بیجاپور کے برھمن دفتردار ' دیانت راؤ نے شیواجی کے ایک وزیر داوسوندیو موزمدار کو دو خط لکھے ہیں ۔ اُن میں یہ القاب و آداب ہیں —

۱ अखंडित लक्ष्मी प्रसन्न   परोपकार मूर्ति

۲ सेवकें दियानतराव

پہلی سطر میں अखंडित लक्ष्मी प्रसन्न اور परोपकार मूर्ति فارسی الفاظ " دام دولتہ " اور " مشفق مہربان " کا لفظی ترجمہ ہیں ان کے بعد کے تین الفاظ معہ ترجمہ یہ ہیں —

राजमान्य (مقبول دولت) राज श्री (صاحب گنج شاھانہ)
गोसावी (قادر برنفس خود)

دوسری سطر کا ترجمہ یہ ہوگا (بندہ دیانت راؤ کی

کورنش اور التجا) —

یہ لفظ بندہ کا لفظی ترجمہ ھے - سنسکرت کے خطوط میں (بندہ) کا لفظ کہیں نہیں آیا اور اس میں شبہ نہیں کہ یہ لفظ (بندہ) کا ترجمہ ھے —

خط کے خاتمہ پر یہ الفاظ ھیں बहुत काय लिहिणें नलगे جن کا لفظی ترجمہ یہ ھے کہ "زیادہ چہ نویسم ؟ حاجت نیست"

۲ اپریل سنہ ۱۶۶۳ ء کو شیواجی نے اپنے پیشکار مورو ترمل کو ایک خط لکھا ھے اس میں آداب و القاب کے تین لفظ ھیں - پہلا خالص عربی معلوم ھوتا ھے —

مرھٹی میں "مسرالحضرتی" ھے شاید مشہور * الحضرت ھے - باقی دو لفظ وھی ھیں جو اس سے اوپر کے خط میں آچکے ھیں اور فارسی الفاظ کا ترجمہ معلوم ھوتے ھیں - خط کے آخر میں اس قسم کا کوئی لفظ نہیں لیکن تاریخ و سنہ خالص عربی الفاظ میں ھیں - "۴ رمضان ثلاثہ ستین" —

اس زمانہ کا یہ عام قاعدہ تھا کہ تاریخ و سنہ عربی لکھتے تھے - یعنی اُن کے الفاظ بھی عربی ھی ھوتے تھے البتہ حروف جن میں یہ الفاظ لکھے جاتے تھے مرھٹی ھوتے تھے -

۸ ستمبر سنہ ۱۶۷۱ ع میں شیواجی تکارام صوبہدار پر بھاولی کو یوں لکھتا ھے —

---

* صحیح طور سے معلوم نہ ھوا کہ کس لفظ کا بگاڑ ھے —

" مشہور الحضرت راج شری تکارام " خط کے خاتمہ پر سلام و آداب نہیں - صرف تاریخ ہے —

۱۸ جنوری سنہ ۱۶۷۵ ع کو شیواجی صوبہ‌دار پربھاولی جیواجی ونایک کو اس طرح لکھتا ہے —

" مشہور الحضرت جیواجی ونایک صوبہ‌دار پربھاولی کو شیواجی کی تندوت " —

۱۶۷۴ ع سے شیواجی کے خطوط کی شان دہلی کے شاہی فرامین کی سی ہوگئی تھی مثلاً شیواجی کا ایک خط جو ۲۰ جولائی سنہ ۱۶۷۷ ع کو ناگوجی بھوسلے کے نام لکھا گیا ہے - اِس طرح شروع ہوتا ہے —

स्वस्ति श्री राज्याभिषेक शक ४ पिंगल नाम संवत्सरे श्रावण शु॥ ११ इंदुवासरे क्षत्रियकुलावतंस श्री राजा शिव छत्रपति यांणीं नागोजी भोसले कोट उटलूर यासी आज्ञा केली ऐसीजे .

اس کا ترجمہ یہ ہے - سنہ جلوس ۴ (سال کا نام پنگل ہے) ۱۱ تاریخ ماہ شراون (ساون) روز دوشنبہ فخر قوم چھتریان ' سری راجہ شیو چھتر پتی نے ناگوجی بھوسلے (قلعہ‌دار قلعہ اتلوار) کے نام حکم صادر فرمایا کہ :—

احکام کی یہی شان شیواجی ' راجہ رام ' اور اُس کی اولاد میں (جو ستارا یا کولھاپور کی گدی پر بیٹھے) سنہ ۱۸۴۸ ع تک قایم رہی - اور یہ قریب قریب " فارسی شاہی فرامین " کی نقل ہے - اگرچہ شیواجی نے فارسی

الفاظ نکال کر سنسکرت الفاظ قایم کئے تھے مگر تاهم وہ فارسی کے اثر سے نہ بچ سکا - جہاں الفاظ نہیں - وهاں اُن کا ترجمہ ھے - چنانچہ مرھٹی کا یہ جملہ فارسی کا پورا ترجمہ ھے - فارسي میں یوں کہیں گے —

"اورا حکم فرمود کہ" याशी आज्ञा केली ऐसीजे

۱۱ مئی سنہ ۱۶۹۰ ع کو راجہ رام اپنے وزیر نارو پنڈت کو یوں لکھتا ھے —

स्वस्ति श्री राज्याभिषेक शके २७ प्रमोदी नाम सवत्सरे वैशाख शु॥ १४ सोमवासरे क्षत्रियकुलावतंस श्री राजाराम छत्रपति यांणीं समस्त राजकार्य धुरंधर विश्वासनिधी राज - मान्य राजश्री नारो-पंडित यांस आज्ञा केली ऐसीजे

ترجمہ "سال جلوس ۲۵ تاریخ ۱۴ بدر ماہ و شاک (بیساک) روز دو شنبہ' زینت قوم چھتریاں راجہ رام چھترپتی بہ نارو پنڈت کہ مدار مہمات سلطنت و مخزن اعتماد کلی است " حکم می فرماید —

اس کے بعد اصل خط شروع ہوتا ھے - خاتمہ اس جملے پر ھے —

جس کا ترجمہ یہ ھوا " زیادہ چہ نویسم ؟ شما خود عاقل هستید " बहुत काय लिहीणें तरी सुज्ञ असा

جنوری سنہ ۱۷۴۵ ع کو شاھو مہاراج بھگونت راؤ پنڈت اماتیہ حکومت پناہ کو اس طرح تحریر کرتے ھیں —

स्वास्ति श्री राज्याभिषेक शके ७१ रक्ताक्षी नाम संवत्सरे माघ ५ मंदवासरे

क्षत्रियकुलावतंस राजा शाहु छत्रपति स्वामी यांणीं समस्त राजकार्यधुरंधर विश्वासनिधी राजमान्य राजश्री भगवंतराव पंडित अमात्य हुकूमत पन्हा यांसी आज्ञा केली ऐसीजे -

ترجمہ " سال جلوس ۷۱ (رکتاشی) ۵ - ماہ ماگھہ ' روز پنجشنبہ ' زینت قوم چھتریاں سری راجہ شاھو چھترپتی چنیں حکم فرمایند بہ مدار مہمات سلطنت و مخزن اعتماد و مقبول دربار شاھی بھگونت راؤ پنڈت اماتیا حکومت پناہ " -

اس سے صاف ظاہر ھے کہ خطوط کی طرز تحریر اور آداب و القاب میں شیواجی کی تاج پوشی کے بعد سے مرھٹہ حکومت کے آخر تک کوئی فرق نہیں آیا - کولھاپور کے راجہ بھی اسی طرز کا اتباع کرتے تھے —

سنہ کا شمار شیواجی کی تاجپوشی کے سال یعنی سنہ ۱۶۷۴ ع سے کیا جاتا ھے —

اس کے بعد ہم یہ دکھانا چاھتے ھیں کہ مساوی مرتبہ کے اشخاص ایک دوسرے کو اپنے خطوں میں کون سے آداب و القاب سے یاد کرتے تھے -

राजश्री पंत अमात्य स्वामी चे सेवेशी -

सकलगुणालंकरण अखंडितलक्ष्मीअलकृंत राजमान्य राजश्री स्नेहांकित संताजी घोरपडे सेनापति जपतुलमुलुक दडवंत

ترجمہ - بخدمت عالی جناب پنت اماتیا - تمام عمدہ صفات و دولت جاوید سے آراستہ ' مقبول حکومت صاحب گنجینۂ شاھانہ سنتاجی گھور پڑے ضبط الملک و سپہ سالار کا سلام -

خاتمہ " تاکید بدانند " تاریخ —

یہ سب کے سب جملے فارسی کا لفظی ترجمہ ہیں۔ یہاں تک کہ " بخدمت " کا بھی لفظی ترجمہ مرھٹی میں کر لیا گیا ہے رگھوجی بھوسلے بانئی خاندان ناگپور ' ساھو مہاراج کے ایک وزیر کو اس طرح لکھتا ہے (۷ جولائی سنہ ۱۷۴۳ ع)

राजश्री कोनेरराम मुजुमदार गोसावी यासी : —

मशारुल अनाम अखंडित लक्ष्मी अलंकृत राजमान्य सेना रघोजी भोसले सेना साहेब सुभा दडवंत विनति उपरि.

ترجمہ۔ بخدمت کونر رام موزمدار مشہورالانام ' آراستہ بدولت جاوید ' و مقبول دربار شاھی بندۂ دولت صاحب گنجینۂ شاھانہ مہربان رگھوجی بھوسلے سینا صاحب صوبہ کو تدقوت بھیجتا ہے اور التجا کرتا ہے —

बहुत काय लिहिणें विनंति   خاتمہ " زیادہ چہ نویسم ؟ حد ادب "

جن الفاظ پر خط کھنچا ہوا ہے وہ لفظ اصل مرھٹی خط میں اسی طرح لکھے ہوئے ہیں —

باجی راؤ اول بھگونت راؤ پنت اماتئے حکومت پناہ کو یوں تحریر کرتے ہیں —

सकल गुणालंकरण अखंडित लक्ष्मी अलंकृत राजमान्य राजश्री भगवंतराव पंडित स्वामी गोसावी यांसी : — पोष्य बाजीराव बल्लाळ कृतानेक नमस्कार विनंति उपरि येथील कुशल जाणून स्वकीय कुशल लिहीत असलें पाहिजे. विशेष.

ترجمہ بخدمت آراستہ بہمہ صفات و دولت جاویدراجہان راج شری (مقبول بارگاہ شاہی صاحب گنجینۂ شاہانہ) بھگونت راؤ پنڈت قادر برنفس خود —

منجانب باجی راؤ بالاجی بعد از سلام و کورنش بے شمار عرض مدعایہ ہے - یہاں خیر و عافیت ہے آپ کی خیر و عافیت مطلوب —

ان خطوط و فرامین سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مرھٹی مراسلت پر فارسی زبان کا کس قدر گہرا رنگ چڑھ گیا تھا تمام مثالیں خاص مرھٹے لوگوں کی خط و کتابت کی دی گئی ہیں ورنہ جہاں مراسلت مسلمانوں سے ہے وہاں جملے کے جملے اور فقرے کے فقرے فارسی ہیں —

مرھٹی خط و کتابت میں اب سے دس پندرہ برس پہلے تک آداب و القاب اور مزاج پرسی وغیرہ کا وہی طریقہ جاری تھا جو ہندوستان میں فارسی یا اُردو خط و کتابت میں تھا - یا اب بھی ہے - مثلاً —

" دام دولتہ " بندہ " یہاں خیر و عافیت ہے آپ کی خیر و عافیت مطلوب وغیرہ لکھنے کا طریقہ عام طور پر رائج تھا —

(۳۲) مرھٹے راجاؤں اور سرداروں کی مہریں بھی مسلمان بادشاہوں یا اُمرا کی مہروں کی نقل تھی - اول اول ان کی مہریں فارسی میں ہوتی تھیں لیکن شیواجی

نے جب تاج پہنا اور خود مختار راجه کی حیثیت اختیار
کی تو اور تبدیلیوں کے ساتھہ مہروں میں بھی تبدیلی
پیدا ہوئی اور بجائے فارسی کے مرہٹی یا سنسکرت میں
مہریں کندہ ہونے لگیں لیکن یہ تبدیلی بھی مثل دوسری
تبدیلیوں کے جن کا ذکر ہم اوپر کرچکے ہیں ' صرف ظاہرا
تھی - ان مہروں پر حروف اگرچہ مرہٹی یا سنسکرت کے
ہوتے تھے ' لیکن اصل عبارت فارسی کا ترجمہ ہوتی - مثلاً
فلاں بندہ فلاں راجہ ' یا اسی مطلب کو فارسی طرز پر
مبالغہ یا استعارات کے ساتھہ بیان کیا گیا ہے —

مسلمانوں سے قبل بھی مہریں ضرور ہوں گی ' مگر
اُن کا حال فی‌الحال ہمیں کچھہ معلوم نہیں - لیکن اس
میں ذرا شبہ نہیں کہ مرہٹوں نے مہروں کا یہ طریقہ
مسلمانوں سے لیا اور اُن کے دیکھنے سے یہ امر صاف طور
سے معلوم ہوتا ہے - ذیل میں ہر دو قسم کی چند مہروں
کی عبارت نقل کی جاتی ہے —

شیواجی کی والدہ کی مہر فارسی میں تھی اور اُس
کے الفاظ یہ تھے " جیجابائی والدۂ راجہ شیواجی " دیانت راؤ
جو علی عادل شاہ کا دفتر دار تھا - اُس کی مہر بھی
فارسی میں تھی - اور اُس کے الفاظ یہ تھے —

" دیانت راؤ بندۂ علی عادل شاہ "

مہر راجہ شیواجی مہاراج

प्रतिपच्चंद्ररेखेव वर्धिष्णुर्विश्ववंदिता
शाहसूनो शिव स्यैषा मुद्रा भद्राय राजते

ترجمہ — شیواجی ابن شاہ جی کی یہ مہر ہلال یک شبہ
کی مانند خوبصورت ہے ۔ جو ہر روز بڑھتا ہے
اور جس کی تمام دنیا عزت کرتی ہے —

فارسی — " این مہر شیواجی ابن شاہ جی خوش نما ہمیچو
ہلال یک شبہ کہ ہر روز فزاید و مقبول ہمہ
عالم است " مہر بالاجی باجی راؤ پیشوا سنہ
(۱۷۴۰ م تا سنہ ۱۷۶۱)

श्री राज शाहू छत्रपति हर्षनिधान । बालाजी बाजीराव मुख्य प्रधान ॥

ترجمہ — راجہ ساھو چھتر پتی منبع ہمہ بہجت و مسرت بالاجی
باجی راؤ وزیر اعظم او —

مہر جوتیاجی کیسر کر جو ساھو مہاراج کے ساتھ
قید میں تھے —

राजा शाहू चरणीं तत्पर । कृष्णाजीसुत जोत्याजी केसर।

ترجمہ — خاک پائے قدوم راجہ ساھو ' جوتیا کسیر کرابن
کرشنا جی

مہر ۔ پرشرام ترنبک پرتینڈھی श्री आई आदि पुरुष
وزیر راجہ رام مہاراج

श्री राजा शिवछत्र पति स्वामी कृपा निधी । तस्य परशुराम त्रिंबक प्रतिनिधि ॥

ترجمہ — شری راجہ شیواجی چھتر پتی منبع مسرت و
بہجت ' وزیر او پر تینڈی پرشرام ترنبک
مہر ۔ بھیرو موریشور پیشوا مہاراجۂ شاھو —

श्री राजा शाहु नरपाति हर्ष निधान । मोरेश्वर सुत भैरव मुख्य प्रधान ॥

ترجمه - شری راجه شاهو ' صاحب عالمیان ' منبع مسرت و بهجت ' بهیرو ابن موریشور وزیر اعظم او

غرض اس قسم کی مہریں دوسرے مرهٹے سرداروں کی بهی هیں اور ان کے دیکھنے سے همارے بیان کی پوری تصدیق هوتی هے —

موڑی طریقۂ تحریر

(۳۳) مرهٹی میں کتابت کے دو طریقے هیں - ایک بال‌بودھ دوسرا موڑی —

بال‌بودھ صاف اور خوش خط هے جو هاتھ روک کر لکھنا پڑتا هے ۔ موڑی رواں اور تیز خط هے جو مسلسل لکھا جاتا هے گویا یوں سمجھنا چاهئے که بال‌بودھ همارا نستعلق هے اور موڑی خط شکسته —

عام طور پر یه روایت مشہور چلی آرهی هے که موڑی حروف بال‌بودھ یا ناگری حروف سے کسی قدر تغیر کے ساتھه بنائے گئے هیں اور اس کا موجد هیمادری پنت یا هیماڑ پنت دفتر دار راجه راؤ اور راجه رام دیوراؤ ' راجگان دولت‌آباد تھا - ان دونوں مرهٹے راجاؤں کی حکومت سنه ۱۲٦۰ ع سے سنه ۱۳۰۷ ع تک رهی —

یه روایت تاریخی لحاظ سے بهی صحیح معلوم هوتی

ہے - سنہ ۱۲۶۰ ع سے قبل کے جتنے خطوط اور فرامین مرہٹہ سرداروں کے پائے گئے ہیں وہ یا تو پتھروں اور تانبے کے پتروں پر کندہ ہیں یا تاڑ کے پتوں پر لکھے ہوئے ہیں - غرض یہ تحریریں اسی قسم کی چیزوں پر پائی جاتی ہیں جن پر لکھتے وقت ہر حرف کے وسط اور آخر میں ہاتھ روکنا پڑتا ہے - اس امر کا کافی ثبوت موجود ہے کہ اُس زمانے میں معمولی خط وغیرہ بھی تاڑ کے پتوں، چمڑوں وغیرہ پر لکھے جاتے تھے - ایسی چیزوں پر لکھنے کے لئے بال بودہ ہی کا طریقۂ تحریر زیادہ مناسب اور موزوں ہے - ایک ایسا طریقۂ کتابت جو موڑی کی طرح آسانی اور تیزی کے ساتھ لکھا جا سکتا ہے ہرگز پتھروں، تانبے کے پتروں، چمڑے، کپڑے، یا تاڑ کے پتوں کے لئے موزوں نہیں ہو سکتا - اور یہی وجہ ہے کہ اُس وقت سوائے بال بودہ کے کوئی دوسرا طریقہ رائج نہ تھا اور نہ اس کی ضرورت تھی اور اسی لئے کسی کو موڑی جیسے کسی دوسرے طریقۂ کتابت کے ایجاد کا خیال بھی نہ آیا - علاءالدین نے دیوگڑی یا دولت آباد کو سنہ ۱۲۹۳ ع میں فتح کیا ہرپال راؤ دولت آباد کا آخری راجہ اور رام دیو کا داماد سنہ ۱۳۱۸ ع میں سلطان مبارک کے ہاتھ سے مارا گیا اور دولت آباد ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کے قبضے میں آگیا - اُس زمانہ کی ایک قلمی کتاب جس کا نام

پوشورام اُپدیش ھے اب پائی گئی ھے اور اس وقت مستر راجواڑے کی ملک ھے - یہ کتاب علم نجوم کے متعلق ھے - اس میں تاڑ کے پتوں اور پارچہ وغیرہ پر ضروری نجومی اشکال کھینچنے کے متعلق ھدایات درج ھیں - اس پر اختتام کتاب کا سنہ ۱۲۷۸ شکے لکھا ھوا ھے جو عیسوی سنہ ۱۳۵۶ ھوتا ھے - یہ کتاب انتزاع حکومت دولت‌آباد (سنہ ۱۳۱۸ ع) سے آٹھ سال بعد شروع کی گئی اور بیس سال میں ختم ھوئی - اس سے صاف ظاھر ھے کہ سنہ ۱۳۲۶ ع میں اور اس سے قبل تاڑ کے پتوں اور پارچہ پر لکھنے کا طریقہ رائج تھا - بھگوت گیتا کی مشہور مرھٹی تفسیر دنیانیشوری سنہ ۱۲۹۰ ع یعنی راجہ رام دیو کے زمانے میں ختم ھوئی - اُس میں تاڑ کے پتوں اور چمڑے وغیرہ پر لکھنے کے بارے میں ضمناً بارھا ذکر آتا ھے - دوامی اسناد یا عطیات سنہ ۱۳۲۶ ع میں اور اس کے قبل تانبے کے پتروں پر دیے جاتے تھے - چنانچہ اس زمانے کے اس قسم کے تانبے کے پتر بہت سے دستیاب ھوئے ھیں بلکہ یہ رواج اس سے تین سو چار سو برس بعد تک بھی جاری رھا - فرماں روایان اسلام ' شیواجی ' اور پیشواؤں کے وقت کے اکثر تانبے کے پتر جو اس زمانے کے ھیں اُن سے اِس کا پتہ چلتا ھے - غرض یہ کہ سنہ ۱۳۲۶ ع میں اور اس کے بعد بھی کچھ مدت تک خاص خاص حالتوں میں تاڑ کے پتے' پارچہ'

چھڑہ وغیرہ تحریر کے لیے کام آتے تھے - لیکن اس زمانے کے لگ بھگ یعنی سنہ ۱۳۲۹ ع میں یا اس سے ذرا قبل کتابت کی غرض سے ایک اور نئی شے کا رواج بھی شروع ہوگیا تھا - اور یہ کاغذ تھا —

بھگوت گیتا کی مرھٹی تفسیر دنیانیشوری میں جو سنہ ۱۲۹۰ ع میں ختم ہوئی ' کئی مقام پر بعید سا کنایہ کاغذ کے متعلق پایا جاتا ہے - مثلاً ایک جگہ آیا ہے —

पाटिया वरिती आखरें । पुसतां येती जोसं कें ॥

ترجمہ - پات کے لکھے ہوئے حروف جیسے ہم ہاتھ سے مٹا سکتے ہیں —

مسٹر راج واڑے جو ایک مشہور مرھٹی مورخ ہیں وہ پات کے معنی کاغذ کے لیتے ہیں —

یہ محض قیاسی بات نہیں ہے کہ کاغذ کا استعمال اس زمانے میں اس طرف شروع ہوگیا تھا - مکندراج دنیانیشور کا ہم عصر تھا بلکہ اس سے کچھ پہلے ہی ہوا ہے - اس کی کتاب دیویک سندھو کا اصل نسخہ کاغذ پر لکھا ہوا ہے - وہ اب تک مومن آباد میں اُس کے شاگردوں کی اولاد میں چلا آرہا ہے - اس کتاب کے حروف بال بودہ یا ناگری ہیں اور اسی طرح کے لکھے ہوئے ہیں جیسے کہ ہم یادھو راجاؤں کے زمانے کی تحریریں پتھروں یا تانبے کے پتروں پر پاتے ہیں - اس سے صاف ظاہر ہے کہ دنیانیشور

اور مکندراج کے عہد کے لوگوں کا کسی قدر رجحان کاغذ کے استعمال کے متعلق اس سے بھی کچھ پہلے ہوچلا تھا ؛ یعنی تیرھویں صدی کی ابتدا میں - اسی زمانے میں ہیماڈری نے جو یادھو راجاؤں کے دفاتر کا افسر اعلی تھا ، مرھٹواڑی میں موڑی طریقۂ تحریر کا رواج دیا —

یہ بھی معلوم ہوتا ہے موڑی کا رواج ڈیانیشوری سے قبل ہوچکا تھا - کیونکہ شاعر ایک جگہ لکھتا ہے کہ दोषाची तिही फाडी (غلط حروف پھاڑ ڈالے) (باب ۴ بیت ۲۴)

یہ ظاہر ہے کہ تانبے کے پتر نہیں پھٹ سکتے اور غلط حروف کا اُن میں سے پھاڑ کر پھینک دینا بھی ممکن نہیں - اس سے مطلب کاغذ کا ہے - کیونکہ کاغذ ھی پر سے غلط الفاظ آسانی سے پھاڑ کر پھینک سکتے ہیں —

ڈنیانیشوری سنہ ۱۲۹۰ ع میں اتمام کو پہنچی - اور ہیماڈری یا ہیماڈپنت سنہ ۱۲۶۰ ع سے یادھو راجاؤں کا دفتردار تھا - اُس وقت مسلمانوں کی حکومت کو شمالی ھند میں قایم ہوئے اسّی نوے برس گزر چکے تھے - یہ امر یقینی ہے کہ یادھؤں کے زمانے میں مرھٹے مسلمانوں کو جاننے پہچاننے لگے ہوں گے اور اُن کا کاغذ بھی مسلمان تاجروں کے ذریعے مرھٹوں کے ملک میں پہنچ گیا ہوگا ، یا خود مرھٹوں نے کاغذ بنانا سیکھ لیا ہوگا - موڑی اسی زمانے میں پہلے پہل رائج ہوئی اور اس کے رواج کی

ایک وجہ کاغذ بھی قرار دی جاسکتی ہے - جب تک کاغذ کا رواج نہ ھوا ھوگا اس کی ضرورت بھی محسوس نہ ھوئی ھوگی - کیونکہ جو اشیا اس وقت تک تحریر کے لئے مستعمل تھیں وہ موڑی کے لئے مناسب نہ تھیں - لیکن سوال یہ ھے کہ بالبودھ سے موڑی طریقہ کتابت کے پیدا کرنے کا خیال کیوں کر پیدا ھوا - ذرا سے غور کے بعد یہ صاف ظاھر ھو جائے گا کہ اس خیال کا باعث فارسی کا شکستہ خط ھوا —

اول - موڑی کا لفظ شکستہ کا ترجمہ ھے - اور کوئی دوسرا لفظ اُس کے لئے مرھٹی یا سنسکرت میں نہیں پایا جاتا —

دوم - مسلمانوں کے قبل اس کا مطلق رواج نہ تھا -

سوم - کاغذ مسلمانوں نے رائج کیا - اور جب کاغذ مرھٹوں کے ملک میں پہنچا تو اُس وقت موڑی کی ایجاد کا موقع پیدا ھوا - کیوں کہ پارچہ ' چمڑے ' بھوج پتر ' یا تانبے کے پتروں پر موڑی کا لکھنا ممکن نہ تھا - یہ ثبوت اس امر کا ھے کہ موڑی خط کی ایجاد مسلمانوں کے آنے سے قبل نہیں ھوسکتی تھی - اگر ھوتی بھی تو بیکار ھوتی - اس لئے کہ استعمال کی کوئی صورت ھی نہ تھی —

چہارم - چوں کہ فارسی کا شکستہ خط موجود تھا لہذا

اُسی طرز اور نمونے پر موڑی کی کتابت بھی
ایجاد کرلی گئی —

غرض موڑی کے وجود میں آنے کا اصل اور صحیح
باعث فارسی کا شکستہ خط ہوا - اور چوں کہ خود
شکستہ خط بھی اسی غرض سے ایجاد ہوا تھا کہ تحریر کا کام
آسانی اور تیزی سے ہوسکے جو نستعلیق سے ممکن نہ تھا
اسی غرض اور نمونے پر موڑی کا طریقۂ کتابت بھی مرھٹوں
نے وضع کیا - فارسی نے جہاں مرھٹی زبان پر اور بہت
سے اثرات ڈالے تھے وہاں اس کے طریقۂ کتابت پر بھی
ایسا اثر ڈالا کہ اُس وقت تک قایم رہےگا جب تک مرھٹی
زبان دنیا میں قایم ہے —

عوام میں ایک یہ روایت بھی مشہور ہے کہ ہیماڈری
موڑی سیلون سے لایا - یہ روایت محض بے بنیاد اور
تاریخی لحاظ سے بالکل غلط ہے - سیلون میں نہ موڑی
تھی ' نہ بال‌بودھ - اس لئے اس کا وہاں سے آنا ایک بے
جوڑ سی بات ہے - دوسرے موڑی حروف کچھ نئے یا غیر
فہمی ہیں - یہ شکستہ کی تتبع میں بال‌بودھ حروف سے
تھوڑے سے تغیر کے ساتھ آسانی کے لئے بنا لئے گئے ہیں -
بعینہ جیسے شکستہ خط کے حروف نستعلیق سے - اگر گزشتہ
چار پانچ صدیوں کے موڑی حروف کو غور سے دیکھا جائے
تو ہمارے بیان کی پوری پوری تصدیق ہو جائے گی -

چودھویں اور پندرھویں صدی کی موڑی آج کل کی موڑی کی نسبت بال‌بودہ سے بہت زیادہ قریب تھی - چودھویں صدی سے لے کر اب تک کے بیس پچیس خطوط و فرامین کو بہ نظر غور دیکھا جائے تو اس کا کامل یقین ہو جائے گا کہ موڑی بال‌بودہ کے حروف کی دوسری صورت ہے جو محض آسانی اور تیز نویسی کی غرض سے بنائی گئی ہے - اب جو ہمیں موڑی اور بال‌بودہ میں فرق معلوم ہوتا ہے تو وہ جادو قلم منشیوں کا اعجاز ہے جو پانسو سال سے برابر اُس میں تصرف کرتے چلے آتے ہیں —

یادھو (یا جادھو) سلطنت کی حدود جنوب میں دور تک پہنچ گئی تہیں - اور ممکن ہے کہ اس سلطنت کا مشہور دفتر دار جو موڑی کا بانی ہوا ہے وہ جنوب کی طرف گیا ہو اور اُس نے وہاں کے دفاتر کا معائنہ کیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ جاترا کے لئے رامیشور پہنچا ہو - " جہاں اب بھی خوش عقیدہ اور متقی ہندو جاتے ہیں " - اور وہاں سے واپسی کے بعد عام حکم تمام دفاتر میں موڑی کی ترویج کا جاری کیا ہو - اس پر سے لوگوں نے مشہور کردیا کہ یہ نیا تحفہ سیلون سے آیا ہے - چوں کہ عام لوگوں کے خیال میں یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ یہ فارسی شکستہ خط کی نقل ہے ' اس لئے سیلون والی روایت آسانی سے مشہور ہوگئی —

مرھٹی شاعر

شاعری طبعاً انسان کو مرغوب ھے اور اُس نے قوموں پر بڑا اثر ڈالا ھے - اور بعض اوقات بڑے بڑے انقلاب پیدا کئے ھیں - یہی وجہ ھے کہ ھر زبان کے علم ادب میں اول درجہ شاعری کا ھے اور اس کے بعد نثر کا - علاوہ اس کے تقدم زمانی بھی شاعری ھی کو حاصل ھے - ادبیات کے میدان میں اول شاعری ھی کا قدم آتا ھے - یہی کیفیت مرھٹی زبان اور مرھٹی علم ادب کی ھے - مرھٹی علم ادب کی ابتدا بارھویں صدی کے شروع سے ھے اور سب نظم میں ھے - بارھویں ، تیرھویں اور چودھویں صدی کی مرھٹی ملی جلی تھی - یعنی آدھی مرھٹی اور آدھی پراکرت - مرھٹی کے ابتدائی شاعر کلیتاً مان بھاؤ تھے - یہ لوگ مذھبی تھے اور ان کا اپنا الگ فرقہ تھا - یہ اپنے مذھبی کلام کو غیروں سے چھپاتے تھے - اس لئے اس کی اشاعت نہ ھوئی - لیکن جہاں تک ان کی کتابیں یا نظمیں دیکھنے میں آئی ھیں اس سے معلوم ھوتا ھے کہ یہ بہت ھی معمولی درجے کی ھیں اور مطلق قابل لحاظ نہیں - مگر مان بھاؤں کا یہ بڑا احسان ھے کہ انھوں نے بجائے سنسکرت کے اپنے تمام خیالات مرھٹی میں ادا کئے - اس سے اُن کی دور اندیشی کا اندازہ ھوتا ھے اور غالباً

یہی وجہ ھے کہ اس فرقے کے پیرو غیر برھمن ھیں حالاں کہ اس کا بانی ایک برھمن تھا جو ذات باھر کردیا گیا تھا - بہر حال مان‌بھاؤں کو یہ فضیلت اور تقدم حاصل ھے کہ سب سے اول انھوں نے اس زبان میں لکھنا شروع کیا جو مہاراشٹر میں عام طور بولی اور سمجھی جاتی تھی ـــ

مرھٹی شعرا اکثر درویش اور صوفی منش لوگ تھے ان کا زمانہ تیرھویں صدی کے بعد کا ھے - انھوں نے اپنی نظموں میں کہیں اپنا ذکر نہیں کیا - شاذ و نادر کنایتاً یا اشارتاً ایک آدھ بات آگئی تو آگئی ورنہ اُن کی نظمیں ان باتوں سے بالکل خالی ھیں - لہذا ان کے حالات کا معلوم کرنا دشوار ھے - البتہ پرانی روایتیں اور کراماتیں مشہور چلی آرھی ھیں لیکن وہ درجۂ اعتبار سے ساقط ھیں ' اس لئے بہت کچھہ قیاس سے کام لینا پڑتا ھے - یہ لوگ دنیا سے بے تعلق یا دنیوی واقعات سے بالکل بے خبر تھے اور خبر بھی ھوتی تو انھیں اس قابل نہیں سمجھتے تھے کہ اپنی نظموں میں ان کا ذکر کریں - وہ پرمیشور کی بھگتی میں مصروف رھتے اور اُسی کی حمد و ثنا کے گیت گاتے تھے اور یہ نظمیں محض خدا یا اپنے دیوتاؤں کی خوشنودی کے لئے لکھتے تھے - ان میں سے ھر ایک کا دیوتا الگ تھا - مثلاً ایکناتھہ اور

داسوپنت (۱۵۵۰ – ۱۹۱۵) کا دیوتا دتاتریہ تھا - تکارام اور نام دیو پنڈھرپور کے دیوتا وٹھوبا کی پرستش کرتے تھے - رام داس اور موروپنت ' رام کے پجاری تھے —

ان شعرا کی ساری شاعری اپنے اپنے دیوتاؤ ں کی صفت و ثنا یا پند و موعظت پر مشتمل تھی - مرھٹی شاعری میں عشق و محبت ' شراب و کباب ' گل و بلبل نام کو نہیں - یہ مہاپرش عورت کو راہ نجات میں حائل اور اپنی بھگتی کا ھارج سمجھتے تھے اور اس لئے اس کے ذکر سے ھمیشہ احتراز کرتے تھے - حالاں کہ عشق و محبت سنسکرت اور ھندی شاعری کی جان ھے اور ان کے شعرا نے اس مضمون پر ایسے پر درد اور لطیف خیالات کا اظہار کیا ھے جو دوسرے ملک کی شاعری میں مشکل سے ملیں گے- مرھٹی شاعر کا سب سے بڑا مقصود دیوتا یا خدا کی پرستش اور عبادت ھے - وہ کہتا ھے " مجھے کھانا نہیں چاھئے ' مجھے اولاد نہیں چاھئے مگر میں چاھتا ھوں کہ نارائن میرے دل میں بسا رھے" (تکارام) -

شیواجی نے بہت سے بیش قیمت تحفے تکارام کو بھیجے اور اپنے دربار میں بلایا - لیکن اُس نے وہ تمام روپیہ پیسہ اور نذرانے وھیں غربا و مسکین میں تقسیم کردئے اور مہاراج کو یہ جواب کہلا بھیجا " میں تمہارے پاس آؤں تو کیوں آؤں ؟ اس میں صرف آنے جانے کی زحمت

ہوگی - میں تم سے کھانا نہیں مانگتا - بھیک میرا سب سے بڑا داتا ہے ' اب رہے کپڑے ' سو میرے پاس بہت سے چیتھڑے موجود ہیں - پتھر میرا بچھونا ہے اور آسمان میرا اوڑھنا ہے - لوگ شاہی درباروں میں عزت کے لئے جاتے ہیں ' لیکن کیا انہیں وہاں اطمینان قلب بھی حاصل ہے ؟ شاہی دربار میں صرف امیروں کی عزت ہوتی ہے ' دوسروں کو کوئی پوچھتا بھی نہیں - جب میں لوگوں کو فاخرہ لباس پہنے دیکھتا ہوں تو مجھے موت یاد آتی ہے - اگر تم میرے اس جواب سے ناخوش ہو تو ہری (خدا) مجھے نہیں چھوڑ دے گا .... میں غریب و بیکس نہیں ہوں کیوں کہ میں نے ہمیشہ کے لئے اپنے تئیں خدا کے حوالے کردیا ہے - وہ میرا محافظ اور مجھے غذا پہنچانے والا ہے - میں تمہارے پاس آکر کیا کروں ؟ اُمید کو میں نے کم کرتے کرتے صفر تک پہنچادیا ہے "- غرض اس قسم کی متعدد مثالیں بیان کی جاسکتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ درویش شاعر مال و دولت اور جاہ و ثروت کی مطلق پروا نہیں کرتے تھے —

حب وطن کا خیال ' جیسا کہ آج کل سمجھا جاتا ہے ' بالکل جدید ہے - تاہم دنیا میں ہر جگہ یہ پایاجاتا ہے کہ لوگوں کو اپنے ملک و قوم سے خاص محبت ہوتی ہے - مہاراشٹر کا سب سے بڑا شاعر مکتیشور کہتا ہے کہ :

" مہاراشٹر تمام ممالک کا بادشاہ ھے۔ اس کے
خوف سے دیوتا تک شرمندہ ھیں " ۔

اسی طرح ایک دوسرا شاعر کرشن دیار لکھتا ھے کہ

" جب مہاراج شیو (شیواجی) نے نجات حاصل
کی (یعنی انتقال کیا) تو تا مڑے (یعنی سرخ
لوگ) جنوب میں آءے اور انھوں نے بلدہ
فتح (بیجاپور) کی سلطنت کا خاتمہ کردیا۔ اس سے
قوم پر بڑی مصیبت نازل ھوئی " ۔

یہاں " سرخ لوگوں " سے مراد مغل ھیں ۔ اور اس مصیبت سے مراد اورنگ‌زیب کی فتح و کامیابی ھے جسے شاعر " سرخ لوگوں کا بادشاہ " کہتا ھے ۔

اس قسم کے اشعار مرھٹی شاعروں کے ھاں بہت کم بلکہ شاذ ھیں ۔ ورنہ ان کا " نکتۂ‌خیال " زیادہ تر عقبیٰ اور آخرت ھے ۔ دنیاوی معاملات سے بہت کم بحث کرتے ھیں ۔

مرھٹی شاعر نہ تو عالم تھے اور نہ اُن کا شمار اچھے پڑھے لکھے لوگوں میں ھوسکتا ھے ۔ مثلاً رام‌داس، تکارام، نام‌دیو، وغیرہ جن کی شہرت عام ھے اور جن کا نام بڑے ادب و احترام سے لیاجاتا ھے، اسی قسم کے شاعر تھے۔ مورو پنت، ایکناتھ، مکتیشور، سریدھروغیرہ سنسکرت سے واقف تھے، لیکن عالم انھیں بھی نہیں کہہ سکتے۔ البتہ رگھوناتھ‌پنڈت اور وامن پنڈت بڑے عالم تھے اور انھوں نے عموماً سنسکرت

کی شاعری کی تقلید کی ھے یا سنسکرت کی بعض نظموں کا ترجمہ کیا ھے - اب تک تیرھویں صدی سے اُنیسویں تک چھوٹے بڑے تین سو شاعروں کے نام معلوم ھوئے ھیں - اُن میں سے مشکل سے چھہ سات ایسے نکلیں گے جنھیں عالم یا اچھے پڑھے لکھے کہہ سکیں - مرھٹی شاعری کا بڑا سر چشمہ سنسکرت کی مشہور آفاق نظمیں راماین و مہابھارت ھیں - اکثر شعرا نے انھیں دو مقدس کتابوں سے خوشہ چینی کی ھے - یہ درویش شاعر فصاحت اور صرف و نحو کے قواعد کی بہت کم پروا کرتے تھے یہاں تک کہ برھمن شاعر رامداس بھی اس کی پابندی نہیں کرتا —

اسی سات صدی کے عرصے میں جو مرھٹی شعرا ھوئے ان کی تقسیم ان کے کلام کے لحاظ سے سر سری طور پر اس طرح ھوسکتی ھے —

۱- ویدانتی شعرا - مثلاً دیناییشور، مکندراج، ایکناتھہ، وامن پنڈت وغیرہ - ان کی شاعری ویدانت سے تعلق رکھتی ھے اور وہ اھل دنیا کو راہ نجات کی طرف متوجہ کرتی ھے —

۲- بھگتی شعرا - یعنی وہ شاعر جو پرمیشور یا دوسرے دیوتاؤں کی حمد و ثنا کا گیت گاتے ھیں - اُن کی شاعری کا مقصد محض عبادت ھے - ان میں سربرآوردہ نام دیو، تکارام، رامداس، مہی پتی وغیرہ ھیں - ان

میں سے رام‌داس اور تکارام کبھی کبھی لوگوں کو پند و نصیحت کی شیرینی سے رجھاتے ھیں اور گاہ گاہ دنیاوی معاملات پر بھی کچھ کہہ جاتے ھیں —

۳ - وہ شعرا جن کی شاعری بیانیہ ھے ' وہ ھیں جن کا ماخذ راماین اور مہابھارت ھیں اور انھیں کے مناظر یا قصوں کو مرھٹی نظم میں بیان کرتے ھیں - ان میں مکتیشور ' موروپنت ' رگھوناتھ پنڈت زیادہ مشہور ھیں - و امن پنڈت اور ایکناتھ کی شاعری کا بھی ایک حصہ اس تحت میں آجاتا ھے —

لیکن ایک نہایت عجیب بات ان مرھٹی شعرا کے متعلق یہ ھے کہ ان میں سے تقریباً سب کے سب اور خاص کر اعلی درجے کے شاعر اس زمانے میں ھوے جب کہ ان کے ملک کے فرماں‌روا مسلمان بادشاہ تھے - البتہ نامور اور ممتاز شعرا میں مکند راے اور دانیشور دو ایسے شخص ھیں جن کا زمانہ تیرھویں صدی کا ھے یعنی وہ زمانہ جب کہ مسلمانوں کا تسلط مہاراشٹر پر نہیں ھوا تھا اور مورو پنت پیشواؤں کے عہد میں تھا - ورنہ نامدیو ' ایکناتھ ' جناردھن ' مکتیشور ' وامن ' رگھوناتھ پنڈت ' کرشن دیارنو ' مادھو منیشور ' سری دھر ' رام داس ' تکارام ' انند تنیئے وغیرہ یہ سب اسلامی عہد ھی میں پھولے پھلے اور اُسی زمانۂ حکومت میں اس دنیا سے سدھار گئے —

دوسرا عجیب واقعہ یہ ھے کہ مرھٹی کے اکثر بھکتی شاعر موجودہ رقبۂ ریاست حیدرآباد دکن میں یا اس کے آس پاس کے علاقے میں گذرے ھیں ۔ نام دیو اور پراھلاد باوا پرندھ پور کے رھنے والے تھے ۔ سا دھو منیشور ' سندور واڑہ قریب بھوکن ضلع اورنگ‌آباد کا متوطن تھا ۔ امرت رائے خاص اورنگ آباد کا تھا ۔ کرشنا دیانو اور مکند راج ' امبا جو گائی یعنی مومن آباد ضلع بیڑ (ریاست حیدرآباد) کے باشندے تھے' رام داس جام کا رھنے والا تھا جو راکھش بھون کے قریب ضلع بیڑ میں واقع ھے ۔ داسو پنت ' نارائن پیٹھ کا ' رام ولبھ داس اور رام جوشی شولاپور کے ' رگھو ناتھ اور سوی دھر ' نارز (قریب پرندھر) کے' اچت گت کاشی بورم ضلع ناسک کا ' شیخ محمد چھارگندہ ضلع احمد نگر کا ' دیوناتھ شری نور واقع برار کا ' اور گوراکمار تیر ضلع عثمان‌آباد کا رھنے والا تھا ۔ یہ درویش شاعر تقریباً سب کے سب طبقۂ متوسط کے لوگ تھے ۔ ان میں اکثر دیشستھ برھمن پائے جاتے ھیں خصوصاً کلکرنی اور دیش پانڈے ۔ کوکنستھ برھمنوں کا نام ان درویش شاعروں اور سادھوؤں کی فہرست میں نہیں آتا ۔ اس میں شک نہیں کہ علاوہ برھمنوں کے ان میں دوسری ذات کے لوگ بھی شریک ھیں مثلاً ساؤنتا مالی ' روھی داس چمار ' گورا کمھار ' چوکھلا میلا مھار (تھیڑ) اور اس کی بیوی ' بودھلے باوا مرھٹہ ' نامدیو درزی شیخ محمد اور محمد سلطان دونوں مسلمان ۔ ان

لوگوں کی شاعری اب تک موجود ہے - یہ سب فقرا یا سادھو تھے - یہاں تک کہ ان کی وجہ سے مرھٹی زبان میں شاعر کا لفظ درویش یا سادھو کے ہم معنی ہو گیا ہے —

مرھٹی کے فلک شاعری پر یہ چھ شاعر آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں - دینانیشور ، تکارام ، رام داس ، ان تینوں کے کلام میں شاعرانہ آمد اور بے ساختہ پن پایا جاتا ہے اور فطرتاً شاعر پیدا ہوئے ہیں - باقی تین ، وامن پنڈت ، مور وپنت اور مکتیشور ہیں - ان کے کلام میں تکلف اور صنعت کا دخل زیادہ ہے —

میں ان شعرا کے کلام پر زیادہ تبصرہ کرنا نہیں چاہتا کیوں کہ یہ میرے مقصد سے باہر ہے - لیکن یہاں ایک خاص امر کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں - جسٹس راناڈے مرحوم اور ان کے مقلدین نے جہاں مرھٹہ حکومت کی ابتدا اور فروغ پر بحث کی ہے وہاں منجملہ دیگر اسباب کے ایک سبب ان شعرا کو بھی قرار دیا ہے - ان کا دعوی ہے کہ یہ مرھٹی شاعر اور سادھو تھے جنھوں نے اس انقلاب کی داغ بیل ڈالی ، لوگوں کو اس طرف متوجہ کیا ، انھیں قومیت کا خیال سجھایا اور شیواجی جیسے اولوالعزم شخص کو پیدا کیا جس نے آخر ملک میں مرھٹوں کی حکومت قایم کی - ہمیں ان کی اس رائے سے

اتفاق نہیں - اول تو ہندوستان میں شاعروں کو ایسی باتوں سے کچھہ واسطہ ھی نہیں - وہ سیاسیات کے کوچے میں بھولے سے بھی قدم نہیں رکھتے ؛ ان کی جولانیوں کے میدان ھی دوسرے ھیں - دوسرے مرھٹی شعرا کی شاعری اور بھی زیادہ محدود ہے ؛ انھیں تو اس کی ہوا تک نہیں لگی تھی ۔ ان کے کلام کے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے (جس کا مختصر ذکر میں اوپر کرچکا ہوں) کہ یہ لوگ درویش صفت اور صوفی منش تھے ؛ انھوں نے یا تو راماین و مہابھارت کے قصے نظم کئے یا اپنے دیوتاؤں اور پرمیشور کی حمد کے گیت گائے یا مذھبی اور اخلاقی نصیحتیں لوگوں کو کیں ۔ وہ پرمیشور سے لو لگائے اپنے دھیان اور بھگتی میں مگن رہتے تھے ؛ انھیں دنیاوی معاملات اور خاص کر سیاسیات سے کچھہ سروکار نہ تھا -
فرنچ ریوالیوشن (انقلاب فرانس) کی تاریخ پڑھتے وقت جب ہم یہ دیکھتے ھیں کہ مورخین اس کے اسباب کا کھوج لگاتے لگاتے روسیو ؛ والٹیر وغیرہ تک پہنچتے ھیں اور بتاتے ھیں کہ یہی انشاپرداز اور حکیم تھے جن کے خیالات نے اس انقلاب عظیم کا بیج بویا ؛ جو اُگا ؛ بڑھا ؛ پھلا اور پھولا اور اس عجیب و غریب انقلاب کا باعث ہوا ؛ تو ہمارے دل میں بھی گدگدی ہوتی ہے اور ہم بھی اپنے ملک کے واقعات و تغیرات کو اسی نظر سے

دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ اس وقت ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ہمارے اور ان کے حالات میں زمین اور آسمان کا فرق ہے ۔ حال کے مرہٹے مؤرخوں نے بھی غلطی کی اور اپنے شاعروں اور سادھوؤں کو روسیو اور والٹیر وغیرہ کا قایم مقام فرض کرلیا ۔ حالاں کہ ان کے خیالات اور کلام میں کوئی نسبت نہیں ۔ یہ محض تقلید ہے اور تقلید بھی ایسی کہ واقعات اس کی مطلق تائید نہیں کرتے ۔ اُس زمانے کے شعرا اور خاص کر مرہٹے شاعروں سے یہ توقع کرنا کہ انھوں نے لوگوں کے دلوں میں حب وطن اور حب قوم کا جذبہ پیدا کیا اور ان کے دلوں کو اپنے پرتاثیر کلام اور انقلاب انگیز خیالات سے گرمایا اور سیاسی انقلاب کا باعث ہوے' ایک خیالی اورفرضی تصویر ہے جو دل‌خوش‌کن تو ہے مگر واقعات کے سراسر خلاف ہے۔

بعض مرہٹے اور دوسرے مورخوں نے بار بار اس کا اعادہ کیا ہے کہ شیواجی کا بنانے والا اس کا گرو رام‌داس تھا اور شیواجی نے جو یہ عروج حاصل کیا وہ اُسی کی کرامات تھی ۔ لیکن کوئی مؤرخ ' خواہ وہ اس خیال کا کیسا ہی ماننے والا کیوں نہ ہو اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ رام‌داس سے شیواجی کی ملاقات اُس وقت ہوئی جب کہ اُس کی عمر اکیس برس کی تھی ۔ حالاں کہ شیواجی اس سے کہیں پہلے اُس میدان میں قدم رکھ چکا اور لوٹ مار شروع کرچکا تھا ۔ وہ اس سے بہت قبل اپنے منصوبے طے کر چکا اور اپنی زندگی کا مقصد قرار دے چکا تھا ۔ اپنے آیندہ

طرز عمل کے متعلق کوئی خاص بات ایسی نہ تھی جس کا فیصلہ وہ اس وقت نہ کرچکا ھو - چنانچہ اس کی مہر کے " نقش نگیں " سے صاف ظاھر ھے - جس کا ترجمہ یہ ھے —

"ھلال کی مانند بڑھتی ھوئی اور دنیا بھر کی مقبول و محبوب یہ مہر مہاراج شاہ جی کے فرزند کی خوبصورت معلوم ھوتی ھے" -

مہر کے یہ الفاظ اُس زمانے کے ھیں جب کہ شیواجی کی عمر ۱۳ یا ۱۴ برس کی تھی یا ایک آدہ مہینہ زیادہ سمجھہ لیجئے - اس زمانے کے کاغذات کے دیکھنے سے یہ بخوبی ثابت ھے کہ اس وقت ان کی عمر اس سے زاید نہ تھی -

رام داس کی ملاقات سے کہیں پہلے شیواجی اپنے منصوبے سوچ چکا تھا - اور یہ ولولہ اس کے دل میں ملک کی پریشان اور خستہ حالت دیکھہ کر پیدا ھوا تھا - احمد نگر کی سلطنت اس وقت بیجاپور اور شاھجہاں کے ھاتھوں کشمکش میں تھی (جنوری سنہ ۱۶۳۷ ع) اور کوکن اور گھاٹ ماتھا (یعنی اضلاع پونا و سوپا وغیرہ) جوسلطنت احمد نگر کا حصہ تھے سلطنت بیجاپور کے قبضے میں آگئے تھے - مرھٹے سردار بیجاپور کی اس نئی حکومت کو خاطر میں نہ لاتے تھے اور اول اول سنہ ۱۶۵۵ یا اس سے کسی قدر قبل شیواجی نے یہیں سے اپنی لوٹ مار اور غارت گری کا آغاز کیا - اُس وقت اُس کی عمر سترہ یا اٹھارہ برس کی ھوگی —

غرض جس چیز نے شیواجی کے سر میں غارت گری

اور بعد ازاں حکومت کا سودا پیدا کیا وہ ملک کی بدانتظامی اور حکومت کی پریشان حالی تھی - یہ اثر نہ مہابھارت اور راماین کی کہانیوں کا تھا اور نہ رام‌داس کی تلقین کا - رام‌داس نہ اس وقت تک اس کے گرو تھے اور نہ شیواجی اُن کا چیلا - اس میں شک نہیں کہ بعد میں گرو کی تلقین نے اُسے اور اُبھارا اور اس کے خیالات میں زیادہ وسعت پیدا کی اور اُسے ھندو قوم کا نجات دھندہ اور ھندو حکومت کا بانی قرار دیا ' لیکن اس خیال کی ابتدا نہ گرو سے ھوئی اور نہ مرھٹی شعرا اور سادھوؤں سے - اُس وقت کی تاریخ پڑھنے سے صاف معلوم ھوتا ھے کہ حکومت کی ابتری نے شیواجی کو یہ موقع دیا کہ وہ رفتہ رفتہ غارت گری اور لوٹ مار سے مسند حکومت تک پہنچ گیا - اور یہ کوئی بعید از قیاس بات نہیں ھے ' ایسے وقتوں میں اکثر ایسا ھوا ھے اور ھمارے ملک کی تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں موجود ھیں - یہ کہنا کہ مرھٹی سادھو سنہ ۱۲۰۰ ع سے مرھٹوں کو اس انقلاب کے لئے تیار کر رھے تھے اور مہابھارت اور راماین کے قصوں نے (جو شعرا نے اپنی نظموں میں بیان کئے) اور رام‌داس کی تلقین نے شیواجی سے شخص کو پیدا کیا محض فسانہ ھے جو انگریزی تعلیم یافتہ تاریخ نویسوں کے قیاسات کا نتیجہ ھے - یہ قصے یہ کتھائیں یہ نظمیں زمانۂ قدیم سے تمام ھندوستان اور مہاراشٹر

میں گائی اور سنائی جاتی ہیں ۔ پھر کیا وجہ ہے کہ
اس انقلاب کی تیاری اور شیواجی کے بنانے کے لئے چار
صدی کا عرصہ درکار ہوا ۔ اگر ان سادھوؤں اور شعرا نے
اہل ملک کے جذبات کو اُبھارا تھا اور ان میں حب وطن
اور حب قوم کا ولولہ پیدا کیا تھا اور لوگ انقلاب کے
لئے تیار بیٹھے تھے تو کیا وجہ ہے کہ جب شیواجی نے
اول اول اپنا کام شروع کیا تو لوگوں نے عموماً اس کا ساتھ
نہیں دیا اور مرہٹی امرا میں سے تو ایک بھی اس
کے ساتھ نہ تھا ؟ جب اس نے اپنی غارت گری اور
لوٹ مار سے نام پیدا کرلیا تو لوگ اس کا ساتھ دینے
لگے ۔ لیکن یہ حب قوم یا حب وطن کے جذبات کی وجہ سے
نہیں ہوا بلکہ ہر دلیر غارت‌گر کی کامیابی پر یہی
ہوتا ہے اور اب تک ایسا ہوتا چلا آتا ہے ۔ اگر شیواجی
کی کامیابی جمہور کی عام رائے اور حب وطن کے جذبات
پر تھی تو کیا وجہ ہے کہ شیواجی کے مرتے ہی رنگ
بدل گیا اور یہ قومی جذبات ایک دو نسل تک بھی
قایم نہ رہے ؟ رام داس شیواجی کی وفات کے بعد دو
سال تک زندہ رہے ۔ وہ کیوں نہ سمبھا جی کو اپنے ڈھب
پر لے آئے ؟ اس کے زمانے میں بھی بہت سے سادھو اور
شاعر تھے اور خود اس نے اپنے باپ کے زمانے میں بہت
سوں کو دیکھا تھا ۔ پھر کیوں ان کی تلقین اور قوم

کے جذبات نے اس پر اثر نہ کیا ؟

غرض رام داس کی تلقین اور مرہٹی سادھوؤں اور شعرا نے شیواجی کو نہیں بنایا بلکہ اس کا باعث ملکی حالات و اسباب تھے جن پر مفصل بحث کرنے کا یہ موقع نہیں -

البتہ ان سادھو شاعروں نے ایک بڑا قابل قدر کام یہ کیا کہ انہوں نے مرہٹی زبان کو زندہ رکھا اور اسے خراب نہ ہونے دیا - سنسکرت داں پنڈت مرہٹی کو حقارت سے دیکھتے تھے اور اس میں لکھنا پڑھنا اپنی کسر شان سمجھتے تھے - اور یہی وجہ ہے کہ دنیانیشور سے لے کر شری دھر تک (۱۲۹۰ تا ۱۷۲۸ ع) ہر شاعر نے مرہٹی میں لکھنے کے متعلق معذرت کی ہے ' کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ ان کی قوم کے شاعر اسے برا خیال کرتے ہیں - فارسی سرکاری اور درباری زبان تھی اور سنسکرت علما کی زبان - اس لئے مرہٹی زبان کی اشاعت کا کوئی موقع ہی نہ تھا اگر یہ درویش شاعر اپنے جذبات کا ذریعہ اسے نہ بناتے - سرکار دربار میں شعرا کی کوئی زیادہ قدر نہ تھی ' ایک دو معمولی درجے کے شاعر راجہ یا کسی امیر کے دربار میں ملازم تھے ' باقی نہ کسی کے ملازم تھے نہ کسی کے زیربار منت ؛ وہ محض اپنی قوم کی نجات اور خدا کی خوشنودی کے لئے نظمیں لکھتے تھے ؛ انہیں نہ کسی سے صلے کی پروا تھی اور نہ ستائش کی تمنا - لیکن بلا واسطہ ایک فائدہ یہ پہنچا کہ

مرھٹی زبان اُن کی بدولت پاک صاف رھی -

اصل واقعہ یہ ھے کہ ان میں سے اکثر سنسکرت سے بے بہرہ تھے یا سنسکرت کا علم انھیں اس قدر نہ تھا کہ وہ اپنی نظموں کو پنڈتوں کی طرح سنسکرت کے ثقیل الفاظ سے بوجھل بنادیتے - اس زمانے کی نثر کہیں نہیں ملتی اور غالباً نثر اس وقت تھی بھی نہیں - بعض نامور اشخاص کے خطوط سترھویں صدی کے قبل یا سترھویں صدی کے اور اکثر اٹھارھویں صدی کے اب تک موجود ھیں - ان میں مرھٹی سے زیادہ فارسی اور عربی کے الفاظ ھیں - اگر ان شاعروں کا کلام نہ ھوتا تو آج اس زمانے کی مرھٹی کی اصل اور صحیح صورت کا سراغ لگانا بھی مشکل ھو جاتا - اس لحاظ سے مرھٹی زبان پر اُن کا بڑا احسان ھے —

ان شعرا کے متعلق ایک بات اور سمجھ میں نہیں آتی وہ یہ کہ ان میں سے اکثر نے * " ھندوستانی " یا ھندی زبان میں بھی نظمیں لکھی ھیں - یہ ھم سب جانتے ھیں اور اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں کہ ملک کے اس حصے کی زبان ھندوستانی نہیں تھی - پھر کیا وجہ ھے کہ یہ لوگ اس زبان میں شعر کہتے تھے ؟ ایک بات سمجھ

---

* ان مرھٹی شعرا کے نام جنھوں نے ھندی زبان میں بھی شاعری کی : ایکناتھ (پٹن فوت ۱۵۹۰) - دیویداس (اٹھارھویں صدی) - امرت راے (اورنگ آباد سنہ ۱۷۷۰) وامن پنڈت (فوت ۱۷۶۳) - تکارام ' دیوناتھ وغیرہ —

میں آتی ہے کہ چوں کہ اس وقت مرهٹوں کے ملک پر مسلمان حکمران تھے اس لئے بہت سے لوگوں نے "هندوستانی" یا هندی سیکھ لی هو - جیسے آج کل هر مذهب و ملت کے لوگ محروسۂ سرکار عالی میں اردو بولتے اور سمجھتے هیں - اس میں شک نہیں کہ مسلمان فرماں رواؤں اور ان کی دربار کی زبان فارسی تھی، لیکن ان کے ساتھ بہت سے هندو مسلمان شمال سے آگئے تھے اور اس لئے ممکن هے کہ یہاں کسی قدر هندی کا چرچا هوگیا هو - یا ممکن هے کہ مرهٹی شعرا کو بھی تلسی داس اور کبیر داس کی طرح هندی میں کہنے کا شوق پیدا هوا هو - یہ محض قیاس هے کوئی تاریخی شہادت اس کے متعلق تاریخ میں نہیں ملتی - میں نے اکثر مرهٹی ادیبوں اور عالموں سے اس بارے میں دریافت کیا لیکن کسی نے تشفی بخش جواب نہیں دیا - ان کی رائے بھی قریب قریب وهی هے جو میں نے ظاهر کی هے اور محض قیاس پر مبنی هے —

اُس زمانے میں فارسی زبان کا وہ زور تھا کہ شاید هی هندوستان کی کوئی زبان اس کے اثر سے بچی هو - مرهٹی بھی اس کے حلقہ بگوشوں میں تھی اور غالباً بعض دوسری زبانوں کی نسبت وہ زیادہ متاثر هوئی - جیسا کہ میں نے گذشتہ اوراق میں ثابت کرنے کی کوشش کی هے -

مرھٹے بحیثیت قوم کبھی صاحب علم و فضل نہیں ھوے جو مختلف زبانیں حاصل کرتے اور ان کے پاکیزہ اور عمدہ خیالات کو اپنی زبان میں لاتے اور اپنی زبان کو ان جواھرات سے مالا مال کرتے - حالاں کہ مسلمانوں کی حکومت مدتوں ان کے ملک پر رھی اور ان کے تعلقات ھمیشہ مسلمانوں سے رھے لیکن انھیں کبھی عربی فارسی زبانوں کی تحصیل کا شوق پیدا نہ ھوا - سنسکرت کے عالم تو گنتی کے چند تھے بھی لیکن عربی فارسی کا عالم ایک بھی نہ تھا - انھوں نے کبھی کسی عربی فارسی کتاب کا ترجمہ اپنی زبان میں نہیں کیا اور نہ عربی فارسی ادب کے چمنستان سے وہ پھول چنے جو ھر ملک کے باشندوں کے دماغ معطر کردیتے ھیں - مرھٹوں میں پچھلی چار صدی میں بہت سے مدبر بہت سے وزیر اور بہت سے بہادر سورما پیدا ھوئے ' لیکن حقیقی صاحب علم و فضل اتنے بھی نہیں ھوئے جو انگلیوں پر گنے جا سکیں - با وجود اس کے فارسی الفاظ مرھٹی زبان میں بلا تکلف داخل ھوتے چلے گئے' یہاں تک کہ مرھٹی شاعروں کا کلام بھی محفوظ نہ رہ سکا - صرف دیانشور ایک ایسا شاعر ھے (۱۲۷۵ - ۱۲۹۶ ع) جس کا کلام فارسی الفاظ سے پاک ھے - جس کی وجہ یہ ھے کہ یہ اُس زمانے میں تھا جب کہ مسلمانوں کے قدم اس حصۂ ملک میں نہیں آئے تھے - تاھم اس

میں شک نہیں کہ مرہٹی نظم میں بہ نسبت نثر کے فارسی عربی الفاظ بہت کم استعمال ہوئے ہیں حالاں کہ اس زمانے کے مکتوبات دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرہٹی کے مقابلے میں فارسی کہیں زیادہ غالب ہے - نظم کے محفوظ رہنے کی وجہ یہ ہے کہ مرہٹی شاعر درویش اور صوفی منش لوگ تھے ' انہیں دنیا اور دنیوی معاملات سے کچھہ سروکار نہ تھا ' ان کی شاعری مذہب ' پُران کے قدیم قصوں ' ویدانت اور بھگتی وغیرہ مضامین سے بھری پڑی ہے اور یہ ایسے مضامین ہیں جن کے ادا کرنے کے لیے کسی غیر زبان کے الفاظ کی بہت کم ضرورت پڑتی ہے - البتہ سیاسی اور تمدنی معاملات میں بغیر فارسی عربی الفاظ کے چارہ نہ تھا - کیوں کہ مرہٹوں کا تمدن بہت محدود اور کم درجے کا تھا اور جدید خیالات و حالات کے ادا کرنے کے لیے الفاظ بھی انہیں کی زبان سے لینے پڑتے تھے جن کا وہ تمدن تھا —

خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ مرہٹی شاعروں نے اپنی نظموں میں فارسی عربی الفاظ کا کم استعمال کیا ہے تاہم وہ اس زبان کے عالمگیر اثر سے نہ بچ سکے- لیکن اس میں شک نہیں کہ مرہٹی زبان ان شعرا کی بہت ممنون ہے - انھوں نے حتی‌الامکان اسے غیر زبان کے اثر سے محفوظ رکھا اور آیندہ نسلوں کے لیے پاک صاف زبان چھوڑ گئے - یہی ایک بڑی بات ہے جو مرہٹی شعرا کے متعلق یاد رکھنے کے قابل ہے

ورنہ جن چیزوں پر ہمارے بعض واجب التعظیم مرھٹہ موورخوں نے زور دیا ھے وہ زیادہ تر ان کے قیاس و تخیل کا نتیجہ ھیں —

خاتمہ

ھر قوم خواہ وہ کیسی ھی حقیر کیوں نہ ھو دنیا میں ایک حیثیت رکھتی ھے - یہی حال زبان کا ھے - زبانیں بھی قوموں کی طرح بڑھتی گھٹتی اور بدلتی ھیں - پھر وہ افراد اور اقوام کی طرح گرد و پیش کے حالات و اثرات اور دوسری زبانوں سے متاثر ھوتی ھیں - جس طرح قومیں مختلف تعلقات کی وجہ سے ایک دوسرے سے وابستہ ھیں اسی طرح زبانوں میں بھی ایک دوسرے سے رشتے ناتے ھیں - ایک زمانہ آئے گا جب کہ دنیا کی تمام قوموں کو نوع انسان کے حلقے میں آکر ایک ھونا پڑے گا - لیکن کون کہہ سکتا ھے کہ وہ وقت کب آئے گا - یہ تخیل کی جولانیاں ھیں جو آیندہ کی تاریکی میں پنہاں ھیں اور ان کے ظہور کی پیشین گوئی کرنا انسان کی طاقت سے باھر ھے - اس میں شک نہیں کہ وہ زمانہ ایک روز آئے گا جب بنی نوع انسان ایک قوم اور ایک ذات ھوں گے اور تمام سفیہانہ اور شرمناک اختلافات جو اس وقت ادنی خود غرضیوں کی بدولت بہت اھم نظر آتے ھیں مٹ جائیں گے - لیکن زبانوں کا اختلاف پھر بھی باقی رھے گا - مگر یہ اختلاف

معاندانہ یا منافقانہ نہ ہوگا بلکہ تمدن اور علم و تہذیب کو فروغ دے گا اور ایک زبان دوسری زبان سے تقویت اور روشنی حاصل کرے گی —

مرھٹی اور ھندوستانی (اردو) بہنیں بہنیں ھیں - دونوں ھندی نژاد اور دونوں آریائی خاندان سے تعلق رکھتی ھیں - کم و بیش دونوں نے فارسی کا دودھ پیا ھے اور آج کل دونوں پہلو بہ پہلو آباد ھیں - اس سے مرھٹوں اور مسلمانوں کے تعلقات کا صاف پتہ لگتا ھے - زبانوں کے قریبی تعلقات سے ان قوموں میں بھی جو ان کی بولنے والی ھیں، قریبی تعلق اور ھمدردی پیدا ھو جاتی ھے، اور ھمدردی حیات کی روح و رواں ھے —

قواعد و ضوابط انجمن ترقی اردو
اورنگ آباد (دکن)

(۱) سرپرست وہ ہیں جو پانچ ہزار روپے یک مشت یا پانسو روپے سالانہ انجمن کو عطا فرمائیں —
(ان کو تمام مطبوعات انجمن بلا قیمت اعلیٰ قسم کی جلد کے ساتھ پیش کی جائیں گی) —

(۲) معاون وہ ہیں جو ایک ہزار روپے یک مشت یا سالانہ سو روپے عطا فرمائیں۔ (انجمن کی تمام مطبوعات ان کو بلا قیمت دی جائیں گی) —

(۳) رکن دوامی وہ ہیں جو ڈھائی سو روپے یک مشت عطا فرمائیں —
ان کو تمام مطبوعات انجمن مجلد نصف قیمت پر دی جائیں گی۔

(۴) رکن معمولی انجمن کے مطبوعات کے مستقل خریدار ہیں جو اس بات کی اجازت دے دیں کہ انجمن کی مطبوعات طبع ہوتے ہی بغیر دریافت کیے بذریعہ قیمت طلب پارسل ان کی خدمت میں بھیج دی جائیں۔ (ان صاحبوں کو تمام مطبوعات پچیس فی صدی قیمت کم کرکے دی جائیں گی) مطبوعات میں انجمن کے رسالے بھی شامل ہیں —

(۵) انجمن کی شاخیں وہ ہیں جو انجمن کو یک مشت سوا سو روپے یا بارہ روپے سالانہ دیں (انجمن ان کو اپنی مطبوعات نصف قیمت پر دے گی) —

ANJUMAN-E-TARRAQQI-E-URDU SERIES No. 73.

The Influence of Persian Language on Marathi Language

BY

MOULVI ABDUL HAQ, B. A. (ALIG.)

—:)o(:—

PRINTED AT THE "ANJUMAN URDU PRESS"
AURANGABAD, (DECCAN)
1933